

ماہر قاتل



امیر مکار احمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



خوب اندکا ہے۔ فوجیہ احمد اور شاعر دھرم سے والے

محفوظ، فاروق، فرزانہ
اور انسلیٹر جمشید

نام نمبر 702

s4sheikh@gmail.com

ماہر قاتل

اشتیاق احمد

نفی نسل کے لئے نیا ادب.....

حیرت، تجسس اور سرایغرو سماں فی کے انوکھیں رنگ

حکم حقوق محفوظ ہیں

(اس ہاول کے نام، اتفاقات اور کردار سب فرضی ہیں
اسی حکم کی مہماںگت کے لئے اذار یا مستحقہ داداں ہوں گے

نام ہاول..... ماہر قاتل
ناشر..... اشیاق احمد
ترکین..... محمد سعید قادر
سرکولیشن..... محمد یار بخش
کپورٹن..... دانیال کبیو فرز بٹک
ثیٹ..... 33 روپے

سچ شکر پر نظر سے جیسا کراہداز بک ۵ بجے ۱۱ ہو رہے تھے کیا
9/2 نصیر آباد، ساندھ کالا بلا ہو رہا

فون: 7112969-7246356

بک آفس بکار اونڈاراں - جنگ صدر

فون: 614295-613285

بک آفس رفت مغل نوران بخشی - بیتل ایروڈا - ۱۱ ہو رہا

محبوب بک ڈپو - اردو بائی ارلن ہو رہا



حدیث نبوي ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں :
 ایک سیام قارم مسرو بیان عورت (راوی کو شک بے) مسجد میں
 رہا کرتا تھا۔ وہ مر گیا لیکن نبی اکرم ﷺ کو اس کی موت کا علم نہ ہوا۔
 اتنا تھا ایک ان آپ سے اسے یاد فرمایا اور پوچھا، اس آدمی کا کیا
 ہوا؟ (ان دنوں سے وہ سمجھتے میں نہیں آیا) تو صحابہ نے جو شخص کی کہ وہ
 تو فوت ہو چکا ہے تو فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں اطلاع فرمیں دی صحابہ
 نے کچھ ایسا جواب دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے اس
 معاملے کو معمولی سمجھا (اس لیے آپ کو اس کی اطلاع نہ دی) اس پر
 آپ نے فرمایا۔ چلو مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ چنانچہ آپ اس کی قبر پر
 تحریف لئے اور اس کی نماز جنمائے ادا فرمائی۔

صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۴ و صحیح بخاری ج ۱
 ص ۱۷۸ و المفظ له^۱

ہے... یعنی وہ اس ماہ نبوت کا اعلان کریں گے... اور وہ آخری تھی ہیں... ان کے بعد رہتی دنیا تک کوئی نبی نہیں ہو گا... وہ حرم میں ظاہر ہوں گے... اور ان کی ہجرت کی جگہ وہ ملاقات ہے جہاں ملاقاتیں اور سفرہ زاریں... (یعنی دینے منورہ) اس لیے تم پر الزم ہے تم ان کی طرف بڑھتے میں پہل کرو۔ راہب کی کہی ہوئی باتیں ان کے دل میں پھیلیں... وہ اپنا کام درمیان میں پھوڑ کر اسی وقت واپس خرم (ملیٹ) کی طرف روانہ ہوئے... کیونچ رات ہوں نے لوگوں سے بچ پھا۔

"کیا کوئی نیا واقعہ ہوا ہے؟"

"ہاں محمد بن عبد اللہ امین تے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ کی طرف، موت دینا شروع کی ہے... اور ابن ابی قافلہ یعنی ابہ بکر نے ان کی خوبی کا تلمیح کر لیا ہے۔"

یہ ختنہ ہی وہ ابہ بکر کے گمراہی طرف روانہ ہوئے... ان سے ملاقات کی راہب کی باتیں آئیں تائیں... حضرت ابو بکر امیں اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے لئے... اور آپ کو پر ادا واقعہ بتایا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا واقعہ سن کر بہت نوش ہوئے... اور وہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

ان کا نام حضرت علیؓ بن عبد اللہ ہے... وہ عذر و بشرہ میں شامل ہیں... یعنی وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی ملتی ہوئے کی بشارت شادی تھی۔

دوبا تیس سے پہلے

حرم کا ردیقہ والا

وہ بصری کے بازار سے لزور ہے تھے کہ کسی نے بلند آواز میں

کہا:

"اس مرتبہ حج کر کے آئے والوں سے بچ پھا، کیا ان میں کوئی حرم

کا رہنے والا ہے؟"

یہ سن کر وہ پہنچا گئے، اس لیے کہ حرم کے رہنے والے تھے۔

انہوں نے پکار کر کہا:

"میں ہوں حرم کا رہنے والا... کیا بات ہے؟"

"ہمارے راہب آپ کو بیانے ہیں، آپ ان کے پاس چلیں۔"

وہ راہب کے پاس پہنچا، بوزہدار راہب اپنی خانقاہ میں بیٹھا تھا۔

انہیں اسے والے اسے بتایا

"یہ صاحب حرم کے رہنے والے ہیں۔"

"خوب! تو جو ان کیا وہاں آمد کا ظہور کا ہو گیا ہے؟"

"کون احمد؟" انہوں نے تھے ان ہو کر پوچھا۔

"احمد بن عبد اللہ ابن عبدالمطلب..." یہ مہینا ان کے غیرہ کا صینا

دو باتیں

السلام علیکم احمد اوپنی... ناول پھر پڑھ دے کیا... یعنی بڑا ہو کریا... پھر تین
کریں 33، پے۔ آپ کہتے گے... اس اشتراق وہ نے تھاک میں ۳۴ کروڑ...
لیکن پھر واٹک بھی لڑاک پ ایک ہی دیتے رہتے ہیں رکھے... ایک ہاول سے ۶۰ لیکن
آرہا... آپ کی اعلیٰ امداد بے حد تیریک ہو جاتے... اک ایک ہاول ہر ماہ تکستا ہے تھا
از آخر تین مہینے کا لیتھے... با پھر بھی ہر ماہ خاص نمبر لکھا کروں... ایک بڑی ستم
کا... 700 سلطات کا...
یعنی... تجویزی سی خوشخبری ان میں... با تجویز امداد اللہ پڑھے سے بہت بہتر
ہے... لیکن عمل نہیں... ۳۴ ہم ناول ہر ماہ ایک ہی آپ پر سیم کے... 36 پے
۱۱۶ ان شاء اللہ البت...
اب آپ کہنے میں کہے کہ اپنے اپنے کہاں سے نیک پڑا... تو جتنا ب اس کا کیا
ہے... یہ نیک ۲۵ کی رہتا ہے... خود فرمائیں... اُن نیک آپ پر ہوتے، وادعہ خاص نمبر
پر چھے آئے ہیں... لیکن اب پر چھے میں خاص نمبر پر حاکریں گے... یعنی
20 دسمبر، 20 مارچ، 20 جون، 20 ستمبر... جیسا ہاں... تقریباً 650 سلطات
کا خاص نمبر ہر تین ماہ بعد... سال میں چار خاص نمبر... آخر آپ اور چھے جسے کیا

ہیں... یہ ہے...

شاید اب آپ سبھی طرح کہہ انجمن کے... اور ورودیٹ کی صداق کیا
ہے۔ تو میں بھی کہتا ہوں... بھی سمجھی صداق ہے...

گذشتہ ہلوں ایک ہاول سے ایک میسانی پادری ملٹے کے لیے آئے...
مسلمانوں کے فرقوں پر بات کرنے لگے... بھر کافی تلفت انگیز تھا... ساتھ میں
انہوں نے یہ بھی کہ اگر آپ لوگ ہماری انجیوں میں کوئی لڑاکہ کھائیں... یعنی کوئی
تحریف دکھائیں (کی یعنی) تو میں اسلام قول کرلوں گا...

وہ سے تو انہیں جواب دے سکا... کیونکہ ان کا اس موضوع پر مطالعہ
نہیں تھا... انہوں نے مجھے بات کی...

میرا بھی اس موضوع پر زیادہ مطالعہ نہیں ہے... ۳۴ ہم از ارے اتنے
ہے... ۳۵ پادری سا ہب کو جواب دیے کی تیری مفرغ کر دی... انہیں جواب دے
پکا ہواں...

میرا بیت اب بھی پرے زے الائچی رہتی ہے... اخبارات میں انجام کے
حالت جانتے کے لیے مقدس آنکھیں منت حاصل کریں یہیں اشتخارات یہ اہم شائع
ہوئے رہتے ہیں... لہذا سوچا کی ہے... اپنے قارئین کے لیے ان کی مقدس تکالیف
کا حال و مقام فتح ہاول کے آخریں گیوں دشائیں کیا جائے۔

سو آید و ماو سے آپ اس سلسلے میں پچھہ پر صیم کے... کو ختم کروں گا
کہ ہر ماہ پا ایک آدھہ ماہ چھوڑ کر آپ ان تکالیفوں کے پیچھے کوئی چیز اگر اپنے ہدایا
کریں تاکہ آپ کو اندھا زوجہ... بوجہ کس کی طرح دھوکا دیتے ہیں... اور لوگوں کو
چھوڑ دیں سے بٹانے کی کوشش کرتے۔ جسے ہیں۔

قارئین نے ایک خوف کا انکسار کیا ہے... اور خوشی کا انکسار بھی کیا ہے
لکھتے ہیں... یہ جو ناول میں کہتے ہی میں سٹریٹریوچ کے کے ہیں... یعنی دو ہاتھ
سے پکڑے اور ناول کے بعد کہا گیا، مہماں، اقوال لٹا اٹ، غیرہ... لکھنے کی
سے ناول کے اپنے صفات نہ کم کرو یہ جائیں... یہ سلسلہ بے حد پہنچ آ رہے
ہیں... اور ناول کے ساتھ ایک درس اسے کامرا آئے لگا ہے...

قریب قریب یہ بات بھی کھڑا تھا: اے قارئین نے لکھنی ہے.. سال
ب کے خدمت میں ہوں ہے... کہ آپ پر فخر ہیں... ناول کے صفات میں
ہیں، ہوں گے... پھر اس سلسلہ زاید صفات پر آپ کوچیں کیے ہائیں گے۔
اس طرح اگرچہ اداہے لوٹسدن ہو کا... لیکن قارئین کی خوشی بھی زیادہ
ہو رہے... آپ کو اس کا تجربہ پہنچھا ہے...
آپ کا اس بارے میں یہاں کہتا ہے... آپ کو تجربہ ہے یا نہیں... اگر نہیں
 تو پھر ہو جائے گا... فکر کریں۔ لکھریا

خوب: اس بارے ناول کی کتابت باریک کروانی کی بستہ اور جو سفے پر ایک طرف
ان اوقیانی کی گیا ہے... اس طرح چند صفات اگرچہ کم نظر آئیں کے، لیکن کہنی اتنی
ہی بھولیں، ہو گئی ہتھی آیہ کا بال کی تھی... آئندہ بھی بھی طریقہ ہے گا۔

اشتیاق احمد

جرم

”ہاں تو آپ کیا بتا رہے ہیں.. آپ نے کیا جرم کیا تھا۔“ محمود
پھر اس قیدی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ قیدی نے اپنی کپڑی شروع کی ہی تھی
کہ اس کے صوبائل کی سمجھنی بنتے گئی، قیدی کو روک کر اسے فون سننا پڑ گیا۔
فون کسی دوست کا تھا... اس سے فارغ ہو کر دہل میں اس کی طرف مزاحما۔
فاروق اور فرزانہ اس کے ساتھ تھے... آن انہوں نے جبل کی
سیر کرنے اور جبل کے قیدیوں سے ملاقاتوں کا پروگرام بنایا تھا... انہوں
نے سا... قیدی کیہدہ ملائی تھا۔

”میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ اس کا نام گوہا ملی تھا۔ وہ
ایک فندہ تھا... مجھے بہت لمح کرتا تھا... میں میں نے لمحے
میں آ کر اسے قتل کر دیا۔“

فرزانہ نے پوچھ کر اس کی طرف دیکھا... پھر حیران ہو کر بولی:
”یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“

”کیا کیسے ہو سکتا ہے۔“ فاروق نے منہ بٹایا۔

”یہ ملاقاتوں کے صاحب ابھی ابھی بتا پچھے ہیں...“

”اور اس کے پاس بتانے کے لیے ہو گئی کچھ ٹھیکانے۔“

"اور ایک بار پھر سے چنانہ بھائی۔" محمود سکرایا۔

"میں انہوں نہیں... آپ جمل کیسے پہنچے۔"

"میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، اس کا نام گھونٹا ملی تھا، وہ ایک غذا تھا... مجھے بہت تنگ کرتا تھا، میں نے غصے میں آ کر اسے قتل کر دیا۔"

"کیا تم کوئی رہا ہوا سبق سارے ہے ہو؟"

"کیا مطلب؟" وہ پوچھتا۔

"فون سننے سے پہلے بھی تم نے بالکل بھی الفاظ کے تھے... بعد میں بھی دونوں مرتبہ بالکل بھی الفاظ کے تھے..."

"توب پھر میں اور کیا یاد ہے۔"

"بھوٹانی ورنہ دون تھا... اس سے تمہارا کیا رشتہ تھا۔"

"وہ ایک غذہ تھا، مجھے بہت تنگ کرتا تھا، بس میں نے اسے غصے میں آ کر قتل کر دیا۔"

"اوہ بھائی... تو ہم پہلے تین بار سن چکے ہیں... جس تباہ تمہارا اس سے کیا تعلق تھا۔"

"بھوٹانی ایک غذہ تھا۔"

"اچھا... چپ۔" فاروق کو غصہ آ گیا۔

"وہ کہم گئی..."

"اس کی فال نہیں لادیں... " محمود نے بر اسامدہ بنا کر میں کے اس ملازم سے کہا... جسے ان کے ساتھ کیا کیا تھا۔

"فال میں آپ کو کسی الغاظ ملیں گے... اس سے زیادہ یا کم یہ

اس واردوات کے بارے میں اور کچھ نہیں کہتا... وہ اکثر حضرات کا کہتا ہے کہ قتل کے بعد اس کا دماغ خراب ہو گیا... یادداشت پر یہ اثر پڑا... لہذا اسے اس بھی جعلی یاد رہے گئے... وہ یہے اسے رکھنے کا تھوں پکڑا گیا تھا۔"

"اچھا! اذرا تفصیل سناؤں۔"

"اس کا نام احسان ہے... مددوری کرتے ہے... گھونٹا ملی نامی آؤ گی اس کے پروں میں رہتا تھا... وہ اسے بہت تنگ کرتا تھا... ایک دن لوگوں نے اس کے گھر سے قبیلے بلند ہائے سترے... لوگ دوڑ کر جب وہاں پہنچے... تو انہوں نے گھونٹا ملی کی لاٹ پڑی دیکھی... اس کے ہاتھ میں پا چو چھا اور یہ خوش ہو کر کھدرا ہتا تھا... میں نے اسے نہیں میں آ کر قتل کر دیا... یہ بھجے بہت ساتا تھا... جب پولیس نے اسے گرفتار کیا تو اس نے صرف گھی بیٹلے کہے... جواب بھی کہہ چکا ہے... مغلے کے لوگوں نے بتایا کہ گھونٹا ملی واقعی ایک غذہ تھا... لیکن وہ گھنے کے کسی آدمی کو تنگ نہیں کرتا تھا... بہت شریف غذہ تھا... احسان کے پاس اکثر الحدیث ملتا تھا... مذاق مذاق میں وہ اسے ساتا تھا... لوگوں کو یقین ہے کہ نہیں آیا کہ احسان اور گھونٹا ملی کو قتل کرو سے گا... بہت مشکل سے انہوں نے یقین کیا تھا۔"

"بھیں فال کی ضرورت تو پھر بھی یہ سے گی... ہم اس کیس کی تفصیل فرمانا پا جائے یہاں۔"

"آپ کی مرثی... میں لکھوں لادا ہوا فال۔"

ملازم چلا گیا... احسان اس طرح خیالات میں گم تھا جیسے ان کی موجودگی کا اسے اطمینی اساس سمجھنی ہو۔

"اپ کا نام کیا ہے۔"

"بھی احسان۔"

"اپ کا گھر کجاں ہے۔"

"میرا گھر... بہاں... میرا گھر... نہ از کا بوئی میں ایک کمرے کا

مکان ہے... مکان نمبر 421۔" 421

"اور بھوٹاں کیاں رہتا تھا۔"

"مکان نمبر 420 میں۔" اس نے بتایا۔

"پھر اس دوسری بڑی تھا۔" محمود نے پوچھا۔

"اس روز۔"

"اوہ... جس دن آپ نے بھوٹاں کی قتل کیا تھا۔"

"بھوٹاں ایک خدا تھا۔"

"اپنا بھائی بس... یہ تو تم سب بیان پکھے ہیں۔" فاروق بھا

لنا۔

"تو پھر چچے کیاں رہتے ہیں۔" اس نے جمل کر کھا۔

محمود اور فرزانہ مکارا دیے... فاروق کا من اور بن گیا... پھر

ملازم فائل لے آیا۔ انہوں نے وہیں اس کا مطالعہ کیا... لیکن اس میں

یا انکل کوئی تفصیلات نہیں تھیں... خابطہ کی کارروائیاں تھیں اور بس... یہ بیس کو اس کا جرم ثابت کرنے کے لیے پکھا بھی تھیں تھرے پر اتفاق... گواہ

سب کے نزدیک واقعی قاتل تھا... ۔

"اپ سب کے نزدیک قاتل ہیں... سب کے نزدیک اللہ اکبر

بھا آپ کے لیے کیا کرس... کیا کر سکتے ہیں۔" محمود نے دکھ بھرے
لے گئے۔

"میں ہوں ہی قاتل... میرے لیے آپ کو یہ بیان ہونے کی
ضرورت نہیں۔"

"اچھا تھیک ہے... اب ہم پڑتے ہیں... وہیے آپ کو بیل میں
کوئی تکفیت نہیں... کوئی عجج تو نہیں کرتا۔"

"نہیں... کوئی نہیں... اس ایک ذاکر... وہ عجج کرتا ہے...
آجاتا ہے... ہر ماہ... مجھے اس سے بہت ذرا لگتا ہے۔"

"کیا مطلاب... بیل کے ۱۵ کمز سے ڈالکتا ہے... وہ کیوں۔"

"چا نہیں... وہ مجھے انگلشنا گھٹا پے... چند بائیس کرتا ہے اور
پلا جاتا ہے... وہیے وہ بیل کا ۱۵ کمز نہیں ہے۔"

"جیزت ہے... بیل سے باہر کا ۱۵ کمز آ کر آپ کو انگلشن کیوں
کاٹتا ہے... اگر آپ کو کسی انگلشن کی کوئی ضرورت ہے تو خود بیل کا ۱۵ کمز یہ
کام کر سکتا ہے... اچھا تم اس بارے میں معلوم کر تے ہیں۔"

"ہاں بس... آپ تا... اس ۱۵ کمز سے مجھے بجات دلوادیں...
آپ کو دعا دوں گا۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

انہوں نے اس کا خوب خور سے جائزہ لیا تھا... وہ حدود سے
بھوٹا بھاوا تھا... اور کسی طرح بھی قائل نہیں لگا تھا، لیکن وہ خود اپنے جرم کا
اقرار کرتا تھا اور تمام ثبوت بھی اسی کے خلاف تھے... پکھا بھی رکنے
با تھوں گی تھا۔ اس کے پاؤ جو دینے غلط ہو سکتا تھا... اس بات کا امکان تھا

ہو گئی... اس کے حوالات سن کر وہ سمجھنے لگے... یہ شخص یا لوگ بھائی ہے...
عقل کے صدر میں سے یا کسی اور وجہ سے... اگر وہ اس کا ملاج کریں تو
نمیک ہو سکتا ہے... اور اس وقت شاید وہ اپنی اصل کاریتی نہ سنا کے... ان کا
بھی بھی خیال ہے... کہ یہ توجوں قاتل نہیں ہو سکتا... وہ دراصل پاگلوں
کے داکٹر ہیں... جب کہ میں پاگلوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں پہنچتا...
انہوں نے خود ہی انسانی بہزادی کے لیے بنا پڑا جو شیش کی قسمی... کہ وہ
آکر اسے ہر ماہ انگشن لگایا کریں گے... اس طرح شاید ایک وہ سال میں
دو نمیک ہو جائے۔

”اوہ! اب داکٹر ارشد بہت زیادہ نیک ہے۔“

”کوئی اپنے وپے... ان کی نیک ناہی کی تو دھوم پکھا ہے...
آپ میں کے تو خوش ہوں گے۔“
”لما تاوب پرے گانا...“

”کیا آپ کو اس معاملے میں کوئی قلب ہے...“

”ہمارا خیال بھی بھیک ہے... کہ وہ قاتل نہیں ہو سکتا۔“

”داکٹر ارشد کا بھی بھیک ہو گئی ہے۔“

”ہوں... خیر... آپ جائیں۔“ جیل داکٹر مکار دیے۔

”آپ داکٹر ارشد کا پاہا بھی ذرا بتا دیں۔“

”وہ ملادناؤں نمبر 104 میں پرستیس کرتے ہیں... وہیں ان

کی رہائش بھی ہے۔“

”خوب خوب۔“

کہ وہ قاتل نہ ہو... ان کے دل پار بھی کہہ ہے تھے... نہیں یہ قاتل
نہیں ہے...“

اس کے پاس سے انھی کروہ جیل کے داکٹر کے پاس آئے... ان
کا نام داکٹر جیل تھا۔ اپنی اچھی طرح جانتے تھے... اکثر آتے، جنتے تھے
نہ... وہ انہیں دیکھ کر مسکراتے۔

”تائیے... آپ کی آج کی سیر کہیں رہی۔“

”خوب رہی... انسان ناہی ایک قیدی سے ملاقات ہوئی
ہے... اس مریض ہم غالباً کافی سمت بھد آئے ہیں... یہ اسی اور ان جیل
میں آیا ہوا کہ... آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے ہملا؟“

”وہ انسان... جو ہر وقت کہتا رہتا ہے... میں نے بکھاری کوں
ڈیا تھا... ایک غذہ تھا۔“

”ہاں! ہم اسی کی بات کر رہے ہیں۔“

”اس کے قاتل ہونے میں کسی کو نیک نہیں۔“

”وہ تو نیز نمیک ہے... لیکن اس کا کہنا ہے ہر ماہ ایک داکٹر 23
سے... 104 سے انگشن لگاتا ہے... داکٹر جیل سے باہر کا ہے... اس کی کیا
ضرورت ہے پھلا۔“

”اوہ ہاں... داکٹر ارشد تھوڑی...“ داکٹر جیل چوکے۔

”آخر جیل سے باہر کے ایک داکٹر اس شخص کو انگشن کیوں
لگانے کے لیے آتے ہیں۔“

”ایک پار وہ راؤ نڈیر آئے تھے... ان کی ملاقات انسان سے
بے...“

”ہاں ایسے تو ہے... خیر آپ فرمائیے... غالباً آپ جیل سے
ہو کر آ رہے ہیں اور بہاں احسان سے آپ کی ملاقات ہو گئی ہے۔“
”ہاں! بالکل بھی بات ہے... کیا آپ پاگلوں کے ذاکر
ہیں؟“

”درست میں ماہر نفیایات ہوں... ماہر نفیایات پاگلوں کا بھی
علاج کر سکتا ہے۔“ وہ مسکرا گئے۔
”اوہ اچھا... ہاں! تھیک ہے... تو آپ کا بھی احسان کے
بارے میں بھی خیال ہے کہ اس نے بھیں کیا۔“
”ہاں بالکل۔“ وہ بولے۔

”اور آپ اس کوشش میں جن کے کسی طرح وہ تھیک ہو جائے۔“
”ہاں امیر اخیال ہے... تھیک ہوتے ہے وہ قلی کی درست کہانی
نا لکھا ہے۔“ یہ کہتے ہوئے وہ تھے... ان کی بھی بھی بہت اچھی
تھی... تھیک دار حرم کی۔

”آپ کے خیال میں وہ کتنی بہت تک تھیک ہو سکتا ہے۔“
”پچھو کپا نہیں جا سکتا... ایک دو ماہ بھی لگ سکتے جن... اور
ایک دوسال بھی۔“

”ہوں... خیر... کوئی اور بات جو آپ اس بارے میں
جانتے ہوں۔“

”میں اکثر جیل کا چکر لگاتا رہتا ہوں... یہ سوچ کر کہ شاید کسی
قیدی کے پچھے کام آ جاؤں...“ اکثر جیل میرے دوست ہیں... بس اسی

104 علامہ ناؤں ایک شاندار ہبھٹال تھا... لیکن مجھنا
سا... اس کے ساتھ ہی ایک وحی تھی... وہ بھی بہت خوب سوچت تھی،
انہوں نے ہبھٹال کے محلے سے: اکثر ارشد کے بارے میں پوچھا
”آپ کو انتقال کرنے پرے گا... بہتر ہے کہ آپ آن وقت لے
لیں... اس طرح انتقال کی زحمت سے بچ جائیں گے۔“
”بھی نہیں... ہم مر یعنی نہیں ہیں... یہ تمارے کارہ انہیں دے
دیں... جیل کے ایک قیدی احسان نادی کے سلسلے میں ان سے بکھر بات
کریں گے ہم۔“

”اوہ اچھا۔“ اس نے تھما اور اندر چلا گیا... بہلدہ ہی اس کی
واہیں ہوئی۔

”جس مر یعنی کوہ وہ اس وقت دے رہے ہیں... اس سے فارغ
ہوتے ہی آپ کو بلا کریں گے۔“

”فکر یہ جناب۔“
پھر انہیں اکثر ارشد کے کمرے میں لا یا گیا... انہوں نے دیکھا
وہ ایک اویز مر کے آدمی تھے... چہرے سے خوش اخلاقی نیک روی
تھی۔

”آنے جناب... تعریف رکھیے... آپ لوگوں کا تو بہت نام
شانے۔“

”بھی بس... تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا۔“ محمود
مسکرا گیا۔

تمود اور فرزان نہیں ہو، قادر وق ہو... کام چور قادر وق... جو کہوں...
جان بچانے کی فکر میں رہتا ہے... اور جب کوئی کسی گلے پر جائے تو اس
کی جانب یہ بن جاتی ہے... دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں اور راتوں
کی خنداد رجاتی ہے... ہاں۔“

”یہ مااضی کی باتیں ہیں۔“ قادر وق مسکرا یا۔

”کی مطلب؟“

”ہم اس کیس پر کام کریں گے... میں سفید بیجن سے کہہ سکتے
ہوں... احسان قاتل نہیں ہے، اور اگر وہ قاتل نہیں ہے تو پھر بھوناٹی
تھیں پیش کر رہا ہو گا... لوگوں پر نہیں رہا ہو گا کہ اس نے دنیا کو س مرن
پا گل نہا ڈالا... کسی کو اس پر لکھ تک صیہن گزرا اور اس کو نہیں پہنچا دیا۔
جس نے یہ جرم کیا ہی نہیں۔“

”لیکن حمارے پاس ان باتوں پر بیجن کرنے کے لیے کچھ بھو
نہیں ہے۔“

”تو ہو جائے کا کچھ... تم میرا ساتھیوں دینا پڑتے... ن
د... میں سیدھا بگوناٹی اور احسان کے گلے کی طرف جا رہا ہوں۔“
”ارے ارے بھائی... تم تو ضرورت سے زیادہ شکریہ
ہو گئے... تھی جاؤ... تھم بھی کیا یا کرو گے۔“ محمود پہن۔

”کیا کہا،... تھی جاؤ۔“

”اب میں یہ کہنے سے تو رہا... نہ جاؤ۔“ محمود نے مفت نہایا۔
”مرکب بھی نہیں... قادر وق کے امان جائے کا۔“ فرزانہ کسی۔

طرح احسان سے سامنا ہو گیا تھا اور میں اس کے بارے میں کچھ بتیر
جا سکتا۔“

”مطلوب یہ کہ آپ نے اسے جیل میں ہی دیکھا تھا... اس سے
ہے آپ کی کسی اس سے ملاقات نہیں ہوتی۔“ فرزانہ تے پوچھا۔
”نہیں... بالکل نہیں۔“

”بہت بچھا! آپ کا شکر یہ... اب ہم پڑھتے ہیں۔“
”اکثر نے گرم جوشی سے دلوں سے ہاتھ بٹایا... پھر فرزانہ کی
طرقدہ تھوڑا خداو...
”میں لڑکی ہوں۔“

”اوہ ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا... دراصل یہ بھری عادت
ہے... ہر ایک سے مصالحت کے لیے ہاتھ بڑھا دیتا ہوں۔“
”کوئی بات نہیں... شکر یہ۔“
اور وہ پاہر آگئے۔

”کیا دنیا ہے... اس کیس پر ہر یہ کام کرتے کی ضرورت
ہے۔“ محمود نے فرزانہ کی طرف دیکھا۔

”نہیں... محسوس نہ نہیں ہوتی۔“ فرزانہ بولی۔
”لیکن مجھے ہوتی ہے۔“ قادر وق نے مت بنا یا۔

”کیا ہوتی ہے تھیں۔“ فرزانہ کے لیے میں جھرت تھی۔
”ضرورت محسوس ہوتی ہے۔“

”ہوا بی مینڈگی کو زکام... ارے بھائی تم بھول رہے ہو... تم

سرخ + چھٹری

قاروق کے لیے ملٹ پی دالا میں بگوناٹی اور احسان کے گھر
تلاش کرنا ذرا بھی مشکل ثابت نہ ہوا اس لیے کہ بگوناٹی کا قتل بہت مشکل
و اجھ تھا... دلوں کھروں پر چالے گئے نظر آئے، بلکہ بگوناٹی کے چالے کو تو
سیل کر دیا کیا تھا... کیونکہ قتل کی داردات جیں ہوئی تھی...
قاروق نے پاس سے لزرتے ہوئے ایک رائٹر کو روکتے ہوئے

"بھائی صاحب آپ تیندر جتے ہیں۔"

"بھی ہاں ازدیک ہی بیڑا گھر ہے۔"

"ٹھکریا کیا آپ مجھے بگوناٹی اور احسان کے ہارے میں کچھ
تائیکتے ہیں۔"

"ضرور اکیوں نہیں... اس لئے کاہر غرداں کے ہارے میں
تائیکتے ہیں۔"

"غمبریانی فرمایا کہ آپ گاؤں میں ہی آ جائیں... کھڑے ہو گر
باتکن کرنا چاہئیں گلتا۔"

"میں صاحب امیں یہ حادث نہیں کر دیں گا۔" وہ مسکرا یا۔

"ہائیں... ہائیں... تم بھی تم رہی ہو۔"

"تو کی میں رونا شروع کر دوں... میں رونے کی کوئی وجہ بھی
ہوئی چاہیے... جب کہ اس وقت دور دور تک رونے کی وجہ نظر نہیں
آ رہی۔"

"از او... از او... نیست لوں کا تم دلوں سے... مطلب
کہ تم نہیں چاہ رہے۔"

"میں... ہمارے خیال میں اس کیس میں پہنچنے ہیں ہے۔"

"اوے کے... میں چلا۔" وہ مسکرا دیا...
اس طرح ان کے راستے ایک اوے کے... دلوں گھر پہنچے...

اپکے جمیڈ گھر آ پکے تھے... ان کے ساتھ قاروق کو نہ دیکھ کر چوکے۔
"قاروق کہاں رہ گیا؟"

"اس پر کام کرنے کا بھوت سوار تھا ذرا۔"

"کیا مطلب...?" دوچھ لکے۔

محود نے تفصیل سناؤالی... اس کے خاموش ہوتے پر اپکے
جمیڈ پکارا گئے:

"جب تو قاروق تم سے بازی لے گیا... احسان اور بگوناٹی کس
مجھے میں رہتے تھے؟"

" محلہ نامی دہلی۔"

"کیا!!!"

اپکے جمیڈ بہت زور سے اچھٹے۔

"حقیقت کا کیا مطلب؟"

"ایک صاحب ایک دن اسی طرح ایک لڑکے کو خواہزے کے لئے تھے... بہانے سے کارڈی میں بھایا اور یہ جادو... وہ تو اُر کے کی قسمت اپنی تھی... وہ پوری طرح بے بہش تھیں ہوا تھا... اس نے شور چاڑیا... اس طرح کار والہ پکڑا گیا... آپ بھی آخر کار والے ہیں۔" اس نے بھروسہ اندھاڑ میں کہا۔

"هر کار والہ ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"اس کے ماتھے پر تو لکھا نہیں ہوتا صاحب۔" اس نے من بنا یا۔

"ہاں ای تو ہے... خیر... یہ کارڈ پڑھ لیں۔" غار وقق مسکرا کر کہا اور کارڈ پکال کر دھمایا... اس نے کارڈ پڑھا۔

"اُر آپ تو ودھیں... لیکن اسکل جمشید صاحب کے بیٹے.. تب میں ضرور بیٹھوں کا اور آپ جو پوچھیں گے... بتاؤں گا۔"

"میکر یہ۔ غار وقق مسکرا یا، پھر اس کے پیٹھ جانے کے بعد اس نے پوچھا۔

"یہ واردات کیجیے یونی۔"

"وہ کسی کو معلوم نہیں... دلوں میں خوب دوستی تھی... لگھ ساتھ ساتھ تھے... اور یہ جو بگوناٹی تھا نا... بس نام کا لفڑا و تھا... ورن تھا بہت اچھا آدمی... محنت مزدوری کرتا تھا... اور قارئ اور قاتل میں دوسروں کے کام کرتا پھر تھا... لوگوں کے مذنب فتواد انجھی لیتا، ان کے گھر جنگ چھوڑ

آتا... بوزھی ہور توں کی مدد کر رہا تھا... مجھے کے سب لوگ اس سے کوئی بھی کام لے سکتے تھے... وہ بھی کسی کو اکارہ تھیں کر رہا تھا۔" "جس روزی واقعہ ہوا... اس دن کی تفصیل سنائیں۔"

"اس روز سب لوگوں کو بہت زیادہ حصہ پہنچا... اسی کو تا اپنی آنکھوں پر یقین آپاں کا توں پر... احسان بگوناٹی کے گھر سے انقل کر چکنے لگا... میں نے بگوناٹی کو قتل کر دیا... میں نے بگوناٹی کو قتل کر دیا... وہ ایک لفڑا تھا... بھیجے بہت جنگ کر رہا تھا، میں نے اسے قتل کر دیا... اُوک تجھے مذاق کر رہا ہے... لیکن جب اس کے مزدودیک پہنچنے تو اس کے ہاتھ خون آ لود تھے... لوگ دھک سے رہ گئے... اندر جا کر دیکھا تو وہ واقعی قتل ہوا اپنا تھا... تم لوگ سکتے میں آ گئے... پھر ہمیں آئی اور انسان کو لے گئی... لاش بھی لے گئی... یہ بے کہاں۔" بیہان جنگ کر رہا خاموش ہو گیا۔

"کویا کسی نے احسان کو قتل کرتے نہیں دیکھا۔"

"تمیں... بالکل تھیں۔"

"اس وقت، وقت کی تھی؟"

"رات کے گیو رہن اے ہے تھے... لوگ اپنے گھروں میں اُنکے ہوئے تھے... اس کی جیج و پیکار سن کر جائے تھے اور گھروں سے لٹکے تھے۔" "آپ کا اپنا خیال کیا کرتا ہے۔"

"میرا اپنا ہی تھیں... پورے مجھے کا خیال کہ احسان قائل نہیں ہو سکتا... لیکن وہ خود اپنے من سے کہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے... لوگوں کا

جا سکتے ہیں لیکن... نیچے کیسے اتریں گے... پوپس نے زینہ تو اندر سے بند
کر رکھا ہے۔"

"ٹھیک ہے... میں تالا ہی کھول لیتا ہوں... متعلق پوپس
آفیسر کو بولا یا تو وقت شائع ہو گا۔"

"اور پوپس آفیسر اعزازیں کرے گا کہ آپ نے تالا کیوں
کھولا۔"

"نہیں کرے گا۔" فاروق سکرایا۔
پھر اس نے سل توڑ دی... پڑ دی اس کے پاس ہی کھڑا رہا۔
شاید وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ فاروق کیا کرتا ہے... اس نے اپنی ماں پاپی
سے تالا کھولا تو وہ جو ان رہ گیا۔

"اے ایہ کیا... آپ کے پاس اس تالے کی چاپی کہاں سے
آگئی۔"

"یہ اس تالے کی نہیں... میری اپنی چاپی ہے... انکی چیز
ہمیں اپنے پاس رکھنا پڑتی ہیں۔"

"اوہا چھا۔"
پھر فاروق اندر داخل ہوا... اور اس کی طرف ہوتے ہوئے
بولا:

"آپ بھی اندر میرے ساتھ آتا چاہیں تو آ جائیں..."
"خیر یا!" اس نے خوش ہو کر کہا۔

پھر وہ دونوں آگے بڑھے... جس جگہ لاش مل گئی، پاک سے

خیال ہے... اس کا درماغِ اٹ گیا ہے... گھونٹی کی لاش کیچکر دوپاک
ہو گیا تھا..."
دلیکن لاش گھر میں؟"

"ہاں امظاپ یہ کہ کوئی بگو کے گھر میں داخل ہوا... اسے قتل کی
اور اٹکی گیا... اسی وقت احسان اندر گیا... شاید اسے بگو کے گھر میں گزرا کر
احساس ہوا تھا، سورتِ حال جانتے کے لیے وہ اخفا... باہر نکلا تو بگو
وردازہ مکھا نظر آیا... ہاں وہ حجت زدہ سا اندر داخل ہو گیا... اندر والے
لاش انکر آئی... لاش کے سینے میں بختر تھا... اس نے بختر نکال لیا... اور
ہوت کی لاش دیکھ کر اس درماغِ اٹ گیا... دیکھنے لگا... میں نے بگو ہالی کو
قتل کر دیا... قتل کر دیا..."

"اوہہاں! یہ میں ملتا ہے... لیکن چور سے مجھے میں بگو کے گھر
سے نکلنے کیسی اور تو چیز دیکھا... تا اٹل ہوتے دیکھا۔"

"کے کے دیکھتے... سب سوئے پڑتے تھے... یہ محلہ مزدور پیش
لوگوں کا ہے... سب لوگ دن بھر مزدوری کر کے تھے ہوئے ہوتے
ہیں... انہیں بہت جلد نیڈ آ جاتی ہے اور خوب گھری آتی ہے.. ایسے میں
کون دیکھتا کہ بگو کے گھر میں کیا ہوا ہے۔"

"ہوں! آپ ٹھیک کرئے ہیں... آپ کا شکر یہ... میں بگو کے
گھر کو اندر سے دیکھتا چاہتا ہوں... کیا اس کے اندر داخل ہوئے کا کوئی
اور راستا ہے۔"

"ساتھ والے گھر کی چھت کے قریبے آپ اس کی چھت پر

اس جگہ کے گرد نشان لگایا تھا... فاروق غور سے اس جگہ کو دیکھنے لگا... پھر اس نے گھر کے پورے بھن کا جائزہ لیا... وہ ایک کمرے کا مکان تھا، کمرے کے آگے بھن تھا اور کمرے کے اوپر جھٹت تھی... ایک طرف قلعہ خان تھا... اس نے قلعہ خان کو بھی دیکھا... برج پر گرد بھی تھی... کمرے کو دیکھا... کمرے میں بھی کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھی... فاروق بدرے پر منہ بات لگا... یہ دیکھ کر پڑوی بولا:

"لیا ہوا جناہ۔"

"کوئی کام کی بیجنظر نہیں آ رہی۔"

"لیکن مجھے نظر آئی ہے۔" پڑوی نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اہ! مجھے نظر آئی ہے... یہ کونے میں گھری چڑی... بید کی پھوٹی سی چڑی۔"

"بی چڑی آپ کو کام کی کیسے نظر آگئی۔" فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بھوٹلی کے ہاتھ میں آج سک کسی نے کوئی چڑی بھی نہیں دیکھی... نہ یہ احسان کی ہے... وہ بھی ہاتھ میں چڑی نہیں رکھتا تھا۔"

"اوہ اوہ۔" فاروق اس کی طرف بڑھ گیا... لیکن اس کو ہاتھ سے نہ چھوڑا... وہ بالکل عامی چڑی تھی... اس کے ایک سرے پر لوہے کا ٹوکڑا ہوا تھا... اسے یاد آیا... فائل میں اس بات کا ذکر موجود تھا کہ بھوٹلی کے سر پر بھی ایک وغیرہ تھا... گویا پہلے قلعے نے اس چڑی کے قبوے سے سر پر

وارکیا تھا... جب وہ بے ہوش ہو گیا تو چھڑاں کے سینے میں دے مارا اور ایسا کرنے سے پہلے اس نے چڑی کو کونے سے اکا کر کردا کر دیا... تاکہ چلتے ہوئے وہ اس کو لے جائے... قتل کرنے کے بعد وہ ضرور احسان کے دروازے پر گیا ہو گا... اس نے اس کو چھکایا اور خود چھپ گیا... بھوٹلی کے گھر میں جا کر آوازیں پیدا کیں... تاکہ احسان اور آ جائے... آخر احسان اور آ گیا... اور وہ خاموشی سے وباں سے نکل گیا... اس طرح احسان کو صدمہ پہنچا اور اس کا دماغ اٹ کیا۔"

"گویا آپ کو کام کی چڑی تھی۔" اس نے پوچھا۔

"یہ بات کہ سکتا ہوں... لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ کام کی ہاتھ ہو... کیونکہ چڑی بالکل عام ہی ہے، بازار سے اسکی مل جاتی ہے... اگر اس پر اس کی اٹکی کے نشانات نہیں ہیں تو یہ بھارے لئے بالکل بیکار ہو گی... اسی لیے میں نے اسے ہاتھ نہیں لکھا یا۔"

یہ کہہ کر فاروق نے اکرام کو فون کیا... اور پاتا تاکہ قلعہ پر نہ کسی دو آدمی بھی کے لئے کہا... پھر فون بند کر کے وہ احسان کے گھر کی طرف بڑھا اور بولا:

"اس گھر کو بھی دیکھ لیتا چاہیے۔"

اس کی چانی سے یہ تالا بھی آسائی سے کھل گیا... اندر داخل ہو کر اس نے غور سے ہر چیز کو دیکھا... یہ گھر بھی ایک کمرے کا تھا اور بالکل اسی جیسا تھا... کمرے میں بستہ بھاہوا تھا اور اس پر سلوٹیں تھیں... کویا یہ اس رات سے اسی حالت میں تھا... پولیس والے اس گھر میں بھی آئے

ہوں گے... لیکن انہوں نے ہر چیز کو جوں کا توی چھوڑ دیا تھا... اس نے غور سے ایک ایک چیز کو دیکھا... بزرگ کے بیچے اسے ایک سرخ ٹھیک نظر آئی... سرخ ٹھیک کرو چونکا... لیکن اس نے اس کو بھی ہاتھ سد لگایا۔ سرخ کے ملاادہ وہاں اور پکوئی نہیں تھا۔

"کیا احسان کسی قسم کا نہ کرنے کا عادی تھا۔"

"میں نہیں... وہ تو نہ کرنے والوں سے نفرت کرتا تھا۔"

"جب پھر اس سرخ کا یہاں کام۔"

"مم... میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"ارے ہاں! آپ نے کیا وقت ہتا ہے... جب احسان کے مکمل شور گونجا تھا۔"

"رات کے گیارہ بجے تھے..."

"اوہ... اوہ..." فاروق کو ایک ہمکار کا۔

اسے یاد آؤ... ذاکر نے بگوٹائی کی سوت کا وقت رات کے بیچے لکھا تھا... جب کہ حالات کے مطابق وقت گیارہ بجے سے پہنچ منٹ پہلے کا ہوتا چاہیے تھا... لیکن ذاکر کا اندازہ تو بجے کا تھا اور پوسٹ مارٹم کرنے پر معدے کی حالات کے مطابق بھی بھی رپورٹ لکھی گئی تھی کہ سوت نہ بجے کے قریب ہوئی تھی... قاروچ پکرا گیا... اور حیرت زدہ رہ گیا کہ پولیس نے اس فرق پر کیوں غور نہیں کیا... پھر خیال آیا... ان کے نزدیک تو سب سے اہم اقرار جرم ہے... اگر کوئی اقرار جرم کر لیتا ہے... تو پھر وہ زیادہ غور و خوبصورت

نہیں کرتے... وہ سر ہلا کر رہ گیا... پھر اکرام کے ذمہ تخت دہاں پہنچ گئے... انہوں نے فاروق کو دیکھ کر براسانت بنایا... جیسے کہ رہبے ہوئے... ان لوگوں کو بھی جیہن نہیں... تدوسرہ ان کو جنمن کا سانس لیٹھے ہیتے ہیں... "بھی افسوس ہے... میں نے آپ کو گوں کو پریشان کیا۔"

"کوئی بات نہیں جتنا ہے... ایک نے سکرا کر کھا۔"

"یہاں ایک چھوڑی ہے... اور اس طرف ایک سرخ... ان دونوں پر سے انہیوں کے نٹھات اٹھا گئی... پھر سرخ کو لپیٹ کر لیہار فرمی میں دست دیں... اس میں پند قدر سے دوا کے موجود ہیں... ہماں پہلی بجائے کا... وہ کون سی دوا ہے۔"

"میں اپھا۔" دونوں بوئے۔

پھر انہوں نے اپنا کام کیا... اور بچے سمجھے... اب فاروق کے لیے وہاں کوئی کام نہیں رہ سکی تھا... اس کیس کے سلسلے میں وہ جو کرنا چاہتا تھا، کر چکا تھا... اب تو سرف رپورٹ کا انظار تھا... چھوڑی اور سرخ نے انہیوں کے نٹھات بھر حال مل گئے تھے...

پڑوی کا شکریہ ادا کر کے اور تالے لگا کر وہ گھر کی طرف روشن ہوا... وہ اس نحاط سے پکھو خوشی بھی محبوس کر رہا تھا کہ آج اس نے فرزات اور جمود کی عدم موجودگی میں کام کر دیکھایا تھا... اور وہ سوچ رہا تھا... آج تو میں جا کر ان پر قرار جرم کر دیا گیا... آخر وہ گھر بمانی گیا... لیکن نہ جانے اس کے ذہن میں کیا خیال آیا... کہ وہ صدر دروازے کی طرف سے جائے کی بجائے... پائیں باخ کی طرف آگئیا... پھر ایک درخت پر

"خوب خوب... فاروق۔" افسوس نے خوش ہو کر کہا۔

"وہ کہاں سے میں؟" فرزاد نے چکر کر کے چھا۔

"چھڑی بگوناٹی کے گھر سے اور سرخ احسان کی چار پائی کے
بیچے۔"

"خوب خوب اور وہ چھڑی... بگوئی جیسیں ہو گی... ہے بات
ہے تا۔"

"تی... تی ہاں۔" فاروق نے جیران ہو کر کہا۔

"اور گیا اس سرخ میں پکھ دا باقی تھی۔"

"تی ہاں۔" فاروق فوراً بولا۔

"جب پھر اس سرخ میں نش کی دو انہیں، ہے ہوش کی ہوتی
چاہیے... لیکن بالکل بھلی قسم کی ہے ہوش کی دوا... جو احسان کو ایک ذیخ
گھنے کے لئے بے ہوش کر دے۔"

"آخر آپ یہ ہاتھی کیسے کہ سکتے ہیں۔" محمود نے جیران ہو کر
کہا۔

"اندازے بھی... اندازے۔"

"لیکن آپ ہمیں والی احتی کا نام من ترکیبل پوچھ لے تھے۔"

فرزاد کا مارے بے چینی کا راجحال تھا۔

"ہاں؟ یہ سوال اہم ہے۔" وہ سترائے۔

"تو پھر اس کا جواب بھی تو تائیں نا... مارے سپنس کے برای
مال ہے۔" فرزاد بولی۔

چڑھ کر اس کی ایک شاخ کے ذریعے اپنی جھوٹ پر آ گیا... پھر زینے کے
ذریعے دے پاؤں نیچے آ گیا... اس کے والد محمود اور فرزاد حسن میں
 موجود تھے... اور یا تم کردے ہے تھے... ایسے میں اس نے جھوڈ کو کہتے سننا:

"بگوناٹی اور احسان کے نگلے کا نام تائی والا ہے۔"

"کیا۔" اس نے اپنے والد کو چوکتے دیکھا... اسے بہت

حیرت ہوئی... ایسے میں اس نے اپنے والد کی آواز سنی۔

"آ جاؤ بھی... سینریوں میں کیوں رک گئے ہیں۔"

"لک... کیا مطلب؟" فرزاد بری طرح اپنی۔

"کیا مطلب؟" محمود نے جیران ہو کر کہا۔

پھر فاروق سامنے آ گیا... دلوں نے برسے برسے مدد بنائے۔

"تم ہماری جاسوی کر رہے تھے۔"

"نہیں... بس یونہی... اس طرف سے آ گیا... میں نے سوچا۔

ڈراسنون تو سکی... آپ کیا یا تم کردے ہے جس... معلوم ہو گیا... آپ

بھی انہی کی یا تم کر رہے ہیں۔"

"آؤ آؤ فاروق... تم نے اچھا کیا وہاں چلے گئے... کیا دہا۔

کیا سمجھ جائے۔"

"تی ہاں ایک چھڑی اور ایک سرخ۔"

"واہ... کیا چیزیں تھاں کر کے لا کے ہیں... لیکن یہ دلوں

چیزیں کہاں۔" محمود نے مذاق اڑائے وائے انداز میں کہا۔

"انکل اکرام کے ماتخوں کے حوالے کر دی جیں۔"

"ایک ماہ پہلے میں نے ناہی والا کی ایک خبر اخبار میں پڑھی تھی... اس بھتی کا ایک آدمی اپنے گھر سے عجائب ہو گیا تھا... چند روز دن گزرنے والے ہیں اس کا کوئی پناہ نہیں چلا تھا... میں بھی وجہ تھی کہ تمہارے من سے ناہی والا کا نام سن کر میں پچھک اٹھا۔"

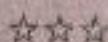
"اوہ! اس کا مطلب ہے... اس بھتی میں کوئی پر اسرار حرم کی گزیدہ موجود ہے۔" فرزانہ پر زور انداز میں بولی۔

"میکا میں تم سے کہنے والا تھا۔"

میں اس وقت فون کی تھنی ہی... فون اکرام کا تھا... وہ پر جوش انداز میں کہہ رہا تھا:

"مرغ اور چڑی پر ایک ہی آدمی کی الگیوں کے نشانات پائے گئے ہیں... مرغ میں والی ہکلی ہی ہے ہوشی کی تھی... اور الگیوں کے نشانات گوگی بھزوں کے ہیں... گوگی بھزوں ناہی والی ہنگلے کے مکان پر 304 میں رہتا ہے۔"

وہ اپنل کھڑے ہو گئے۔



گوگی بھزو کے ہارے میں وہ پہلے ہی پہنچتے تھے... ایک خدا نا۔ قاتل... کراچے کا قاتل... لیکن ابھی تک اس کے خلاف پلیس کوئی ثبوت حاصل نہیں کر سکی تھی... اس کا مکان حاشر کرنے میں انہیں کوئی وقت نہ ہوئی... اس خلاقت کے لوگ گوگی بھزوں کو بہت ابھی طرح جانتے تھے اور اس سے خوف زدہ، بہت نئے...
"بہت خوف زدہ ہیں لوگ اس سے... شاید وہ ان پر رب جماز تارہ بتا ہے۔" محمود نے خیال خاہر کیا۔

"یا پھر اور کوئی بات ہو گی... جس کی وجہ سے یہ خوف زدہ ہیں۔" فاروق نے کہا۔
"کوئی اور بات کیا ہو سکتی ہے بھلا۔" فرزانہ نے اسے گھوڑا۔
"وہ اس کے جرم کے جنم دیج گواہ ہو سکتے ہیں... اور گواہی دینے سے ڈرتے ہوں گے۔"

"ہاں ایسا ہوتا ہے۔" اسکلپٹ جیشیہ مسکرائے۔
پھر محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی... ایک ہنٹ کے بعد دوسروی اور پھر تیسروی دستک دی گئی... لیکن اندر کوئی آہت حادثہ نہ

خون فرش پر بھیل گیا تھا۔

" مجرم نے محسوس کر لیا تھا کہ ہم کوئی جھکڑ سے اس کا نام اگلوالیں
چھے... لہذا اس نے دیرت لکھی اور اسے فتح کر دیا... اکرام کو فون کرو
بھی... اور مکھ کے چند آدمیوں کو بھی بارلو... شاید آس پاس کے کسی شخص
کے ملا جاتی کو آتے دیکھنا ہو اور وہ حلیہ بتائے... وقت بھی دن کا
ہے..." انہوں نے ہلدی ہلدی کہا۔

مُسود اکرام کو فون کرنے لگا... فاروق پر بڑکل گیا... جلدی پکھ
لوگ و بان آگئے... ان کے چہرے دمک رہے تھے... یوں لگتا تھا مجھے تھا
سے چھوٹ کر آ رہے ہوں۔

" آپ لوگ بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔"

" کوئی جھکڑ مر کیا... ہم خوش نہ ہوں تو کیا کریں۔"

" ایسا یہ شخص آپ لوگوں کو ستاتا تھا۔"

" کوئی ایسے دیبا... اس کے ظلم و تم سے سب پر بیان تھے اورہ
کوئی چیز میں اس کے خلاف دعا یت لکاتے کے لئے بھی چیزیں
تھاں... اس لیے کہ ایک مردی ایک غریب نے اس کی دعا یت لکاتی تھی...
اسے پورے ملکے کے سامنے کوئی نے اتنا دعا یت... اتنا دعا یت کہ پھر کسی
نے ملکی بڑات نہیں کی تھی۔"

" لی آپ لوگ اس کے کسی جرم سے واقف ہیں۔"

" شاید... یہ کرانے کا قابل تھا... بڑی بڑی رقمیں وصول
کر کے لوگوں کے خالقوں یا دشمنوں کو موت کے لحاظ اتنا رہا اس کا کام

دی... دروازے پر تالا بھی بھی تھا۔

" نزدیک زور سے دھڑا ڈھڑا... شاید سور ہاے... اور اکیا
ہو گا۔" اسپر جھیڈ نے منہ نہایا۔

مُسود نے زور زور سے دروازہ دھڑا ڈھڑا... لیکن کوئی فائدہ
ہوا... اب تو وہ پر بیشان ہو گئے...

" شاید اس نے نہیں آتے، کیجے لما... بچھتے دروازے سے
گیا۔" انہوں نے افسوس زدہ انداز میں کہا۔

فاروق فوراً حرکت میں آیا اور گھر کا پنڈ اکڑا ڈالا... وہ میں
طرف واقعی ایک دروازہ تھا... اور وہ مکھ تھا... فاروق ان کی طرف ادلت
آیا۔

" آپ لیک کہتے ہیں... وہ فرار ہو گیا... بچھتا دروازہ تھا
ہے۔"

" ہوں نہ... بھاگ کر کہاں جائے گا... اکرام اس کے تھے
لہکاؤں کو چاہتا ہو گا... پہلے ذرا گھر کا جائزہ لے لیں۔"

وہ بچھتے دروازے سے اندر داخل ہوئے... انہیں ایک عجیب
احساس ہوا... یوں لگا جیسے کوئی بہت زیادہ تکلیف کی حالت میں سانس
لے رہا ہو، انہیں اپنے رو تکلے کھڑے ہو تے محسوس ہوئے، اسپر جھیڈ
ہلدی سے آگے بڑھئے... اور پھر وہ ساکرت رہ گئے۔

کرنے کا دروازہ ازو مکھا تھا اور اس کے فرش پر کوئی جھکڑی لاش
پڑی تھی... اس کی کمر میں خیز دھنسا ہوا تھا اور شاید دل بکھر لیتھی گیا تھا۔

وقت پاپی یا سوپاچ کا وقت تھا... اس سے زیادہ وقت نہیں ہوا تھا۔
” خوب انہوں کو بھی محدود... قائل پاچ اور سوپاچ کے
قریب گوگی کے گھر میں آیا تھا... یہ بہت اہم اطلاع ہے... اگر دا اندر
موٹ کا وقت سارے پاپی بیکے کے آس پاس تادے تو کیا ہی بات
ہے۔“ انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

” مل... لیکن اب اجاتا... ہم نے کسی کے تکلیف زدہ انداز میں
سائس لینے کی آواز سنی تھی... اس کا مطلب تو یہ ہتا ہے... اس نے ابھی
ابھی موڑ رہا ہے۔“

” اور اس وقت شام کے وقت تھا... ہے ہیں۔“

” جب اس بات کا امکان ہے کہ اس میں کچھ جان رہ گئی ہو، اسی
سے قائل کے آنے کا وقت وہی رہتا ہے کہ اور مرے وقت کا آگے پہاڑا جائے
گے...“

” مل... لیکن...“ فرزانہ بولی۔

” اب یا ایک اور لیکن اخلاقوںی۔“ فاروق نے من نہایا۔

” تو تم بھی اخلاق اور... تمہیں کوئی روک رہا ہے۔“ فرزانہ
مکسرانی۔

” مجھے ایسا کوئی شوق نہیں... کہ اخھاتا پھر وہ لیکن کو۔“

” ایک مخت بھی... پہلے فرزانہ کو بات کر لیتے ہو... لیکن وہ
کوئی کام کی بات نہ کہنے والی ہو... اس طرح بات اس کے ذہن سے بکل
نکلتی ہے۔“

تحا... لیکن ہم نے ایسا کوئی کام کر رہے تھے... وہ بیکھا تھیں... بس ان باتوں
کی وجہ سے ہم اس سے خوف زدہ رہتے تھے... کہ کہیں اس کی وجہ سے
پر بھی صحتیں نہ نہوت پڑتے۔“

” ہوں... نہیں... آج کسی ملاقاتی کو آپ میں سے کسی نے ان
کے گھر کی طرف آتے یا گھر میں داخل ہوتے ویکھا تھا۔“

” جی ہاں! میں نے ویکھا تھا۔“ ایک لے آگے ہڈو کر کہا۔

” بہت خوب اس کا حصہ بتا سکتے ہیں آپ۔“

” جی ہاں انہیں نہیں... وہ ایک بیکی میں آیا تھا... سفید پارس
میں تھا... آج گھوونے بیٹھا تھی... قدلب تھا... پال سبزی تھے... آج گھیں
بڑی بڑی ہی چیزیں... اور ناک لمبورگی... ہوت پتے پتے۔“

” آپ نے اس قدر طبلہ کیے تو سوچ کر لیا... لیا اس نے آپ
سے کوئی کاپھا بچ پھا تھا۔“

” تمہیں جتنا بہتر اس نے پہاڑیں بچا تھا... وہ گوگی کا گھر جاتا
تھا... اس نے بیکی کچھ دوڑ رکاوائی تھی اور گوگی کے گھر کی طرف پہاڑ گیا۔
میں نے اسے خود سے اس لے دیکھا کہ ہیرے ہیں میں بات آتی
تھی... یہ چھٹی شاید گوگی کے ذریعے کسی کو قتل کر لانے آیا ہے۔“

” لیکن وہ خود گوگی کو قتل کرنے آیا تھا... بھلا دہ کتنے بچے آیا
تھا... وقت تو شاید آپ نہیں بتائیں گے۔“

” جی... ضرور بتائیں گا... میں اس وقت سوکر اخھاتا اور گھر
ستے اکھاتھا اور روزانہ شام پاچ بجے کے قریب سوکر الحثہ ہوں... گویا اس

"مشکل ہے باجان۔ فاروق بول اخا۔"

"مشکل ہے... کیا مطلب؟"

"فرزان کے ڈین سے کوئی بات لفڑ جائے... مشکل ہے۔"

"ایجاد پر ہو... باں فرزان بیوں"

"وہ... وہ... ڈین سے لفڑ آئی۔" فرزان نے بول کر

کہا۔

"الله وَا الی راجعون پر ہو۔"

فرزان نے جو تھی پڑھا... وہ اچھل پڑی

"ارے وادا... یاد آ گیا... میں کیا کہنا چاہتی تھی۔"

"چلو تاقد۔"

"میرا مطلب ہے... ہو سکتا ہے... وہ سانس لینے کی آواز اس کی ندیوں... کی اور کی ہے۔"

"لیا... کیا مطلب؟" تھوں چلا اٹھے۔

"تی پان اہم نے ابھی پورے مکان کو کب دیکھا ہے... ہو سکتا ہے... یہاں ایک اور لاش پڑی ہو... اور اس نے ابھی ابھی دم توڑا ہو۔"

"ارے باپ، اے... جلدی کرو۔"

وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے... آخر ایک طرف سے فرزان کی آواز بتئی دی۔

"لاش مل گئی۔"

"الله اپنا رحم فرمائے... ایک ہی گھر میں وہ لاٹھیں... کیوں

بھی... کیا کوئی کے ساتھ کوئی اور بھی رہتا تھا۔"

"تمہیں جتاب... گوئی اکیلا تھی۔"

"تب پھر... وہ سری لاش کسی کی ہے۔"

"تم... ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔"

اپ وہ اس طرف بڑھ گئے... انہوں نے دیکھا... لاش سیاہ

رُفت کے ایک چھوٹے سے قد کے آدمی کی تھی۔

"کیا آپ اوگ اسے پہنچاتے ہیں۔"

"ماں جتاب ایسا کامیاب ہے... لیکن یہ اس کے ساتھ تھیں

رہتا... ہم اکثر اس کے پاس نظر آتا تھا۔" ایک ٹھنڈے دار کے ہتھیا۔

باقیوں نے سر بالا کرتا نہیں کی۔

"اوہ اچھا۔"

اب انہوں نے لاش کا چاہرہ لیا... اس کی بھی کرمیں بھر بارا گیا

تھا اور ہاں لکھ اسی جگ... غاری بھر دل تھک عین کیا تھا۔

"وہ تھی بہت ماہر تھا۔" اُپنے بھوپل شیدر برائے

میں اسی وقت باہر پولیس کی گاڑیاں آ کر رکھیں... پھر اکرام

اپنے چند ماٹھوں کے ساتھ اندر داشل ہوا۔

"ارے باپ، اے... جلدی کرو۔"

وہ پیلے گوئی کی لاش دیکھ جی کا تھا... پھر ان کی طرف آیا تھا... لیکن

وہ سرے کی لاش دیکھ کر جلا انجا۔

گا... و دنوں لاشون کو تخترا ایک جگہ مارا گیا... لیکن دوسرا لاش کے جنم
میں تخترا اتنا نہ رکھ سکیں گیا... بھت کر پہلی لاش کے جسم میں گیا... اس لئے
دوسری آدمی فوری تین مراد وہ تخترا لگنے کے تجوڑی دیر بحد مراد۔

”بہت خوب ڈاکٹر صاحب۔“

ایسے میں فرزاد تھیزی سے ایک سوت میں یہ جئی... اس وقت پھیمدی کا لے کی لاش کے پاس نکلا تھے اور اس کی اسی حوصل
خانے میں گردی تھی... شاید وہ قاتل کو دیکھ کر غسل خانے کی طرف بھاگا
تاکہ دروازہ بند کر لے... لیکن قاتل نے اسے مہلت دیا... اور
دروازہ بند ہوتے سے پہلے اس نکل بھی گی تھا۔

انہوں نے وہ کھکا... فرزاد کے ہاتھ میں ایک باتی پنچھی... تالی
پن بہت خوب صورت تھی... لیکن اس وقت خون آ لو گئی... یہ دی طرح
خون میں تھیزی ہوئی...

”اس پر تو انہیں کے نشانات ہوں گے سکتے... کیا میں اس کو
دوہوڑوں۔“

”ہاں دھولو۔“

فرزاد نے اس کو دھولیا۔

”کیا یہ پھیمدی کی ہے۔“ اس نے محلے کے لوگوں کی طرف
دیکھا۔

”نہیں... یہ اپنی نہیں باندھتا تھا۔“

”اور گوگی۔“

”اے پنجا تھے بوا کرام۔“

”یہ چھیدی کا ہا ہے... کوئی بھذر کا دایاں بازہ... یہ اس سے
ذیادہ تر کام لیتا تھا...“

”آن دنوں تخترا پر انہیں کے نشانات ملے کا کوئی امکان
نہیں اکرام... یہ کسی بہت ماہر قاتل کا کام ہے۔“

”پھر بھی ہم بوشش کریں گے... کہیں سے کوئی نشان
چاہیں۔“ اکرام مسکرا یا۔

ان لوگوں نے اپنا کام شروع کر دیا... پھر ڈاکٹر صاحب بھی
دہاں بھیج کے... انہوں نے لاشون کا معائدہ کیا... آخر ان کے زد کیے
آ کر ہوئے۔

”ایک کی موت پائی اور جسے کے درمیان ہوئی... دوسرا کی
تھے اور سارے ہتھے کے درمیان۔“

”آپ اس وقت کو اور کم نہیں کر سکتے ڈاکٹر صاحب۔“

”یہ کام پیسہ مارنے کی روایت کر رہے گی... ویسے میں اپنا خیال
ہتا سکتا ہوں... لکھ کر تو سبکی وقت دوں گا۔“

”پہلے آپ ڈاکٹر خیال تادیس اور لکھ کر رہے ہیں۔“ اپنے پرچشید
منظر سے۔

”یہ شخص سارے ہتھ بچھے رہا... اور دوسرا چھے بچے۔“

”بہت خوب! ہم آپ کے ڈاکٹر خیال کی واہدیتے ہیں۔“

”اورو تھیں کوئی تھا کہ اس نے تخترا کے ہاتھ مارا جائے تو میں دل رہ جائے

"مگوگی کو بھی ہم نے ناٹی بامدھتے نہیں دیکھا۔"

"سب پر یہ قاتل کی ہے۔"

"یعنی ایسی نہیں تو بازار سے عامل جاتی ہیں۔"

"پھر بھی... شاید یہ تمارے کسی کام آ جائے۔"

"اور اس طرف ایک ہوتے کی ایزی کائنات ہے... خون اس کے ہوتے تک جانشی کیا جائے... یعنی صرف ایزی گئی ہوئی جسی... اور یہ میں پن بھی... اور باں اکرام فرمائی جلیہ سننا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے ماقاتی کا طینہ بتادیا... جلیہ من کراکرام نئی میں سر ہلا دیا اور بولا:

"نہیں سر... میں اس طبقے کے کسی آدمی سے دالف نہیں ہوں۔"

"اس بات کا بھی تو امکان ہے ابا بان... کہ وہ ماقاتی سبک اپ میں ہو۔"

"بان! یا لکل... بلکہ ایسے لوگ تو میک اپ میں ہی ہوتے ہیں... ارے بان... کی کسی نے یہیں کافی تھیں نوٹ کیا تھا۔"
محکم کے لوگوں نے نئی میں سر ہلا دیا... اچانک محمود کے مذہبے ایک حیرت زدہ ہی آواز لکل گئی۔

کیا!!!

"کیا ہوا بھائی... کیا کوئی چیز کوٹ گئی؟" قاروہق نے اسے گھوڑا۔

"ان نہیں... وہ بکلا یا۔"

"تب پھر کیا ہوا... منہ سے یہ آواز کیوں تھی؟" فرزاد نے منہ بنا یا۔

"ایک خیال آیا ہے مجھے... اتو لمحائیں۔"

"بندی ہتا گھوڑو... اس وقت ایک عدد البوکھے خیال کی بہت ضرورت ہے۔" اچانک جھیلہ مسکراۓ۔

اچانک محمود نے باہر کی طرف دوز لگا دی... اور اس بری طرح بجا کا کر دو حیرت زدہ رہ گئے... پھر قاروہق پڑایا:

"اے ارے... کیا بھائی چارے ہو... بیہاں کوئی بھوت دوست نہیں ہے۔"

"حد ہو گئی... ہے کوئی تکمک... بھوت کا خیال اتو کھا کیسے بھوکھے ہے بھلا... وہ کسی اور وجہ سے بھاگ رہا ہے۔"

"متو چھرا آؤ... ہم بھی بھاگتے ہیں۔" قاروہق نے کہا اور محمود کے

چیکھے دوڑ لگا دی۔

اپ تو فرزان بھی رکی شدہ بھی۔

"مم... میں بھی باری ہوں ابا جان۔"

"ہاں ہاں... یا وہ... وہ نہے۔"

فرزان نے بھی دوڑ لگا دی۔

"جمرت ہے... محمود کو ہوا کیا۔" اکرام بولا۔

"ی تو اب اس کی واپسی پر ہی پتا چلتے گا... آؤ ہم یہاں اتنا کام
کھل کرتے ہیں۔"

"لیکن سر... یہ پکر ہے کیا... آپ اچاک اوناں اشون سک
کے علیغ ہے۔"

"اچاک نہیں... یہ تینوں دراصل بیل کی سیر کرنے کے
تھے... یہاں ان کی ملاقات ایک عجیب قیدی سے ہوئی... اس قیدی کا نام
احسان ہے... اس نے اپنے دوست بگوہاٹی کو قتل کر دیا تھا... یہ بیوں کہنا
چاہیے کہ وہ قتل کا اقرار کرتا ہے... اسی بھاپر وہ بیل بیخی گی... لیکن اس کی
حالت دیکھ کر ان تینوں نے اندازہ لگایا کہ وہ قاتل جیسی ہو سکتا... بیل کے
ہاں کثر ارشد تھوڑی... اس کا بھی سکی کہتا ہے
کہ وہ قاتل نہیں ہو سکتا... اس واقعے نے اسے یا مل کر دیا... آپ وہ اس
کے پا مل پن کا علاقہ کر رہا ہے... بیل جا کر وہ اٹکھشن و تھیرہ دیتا ہے...
اس کا اکثر کا خیال سن کر انہیں اور بھی یقین ہو گیا... چنانچہ انہوں نے
سوچا... اگر احسان قاتل نہیں ہے تو پھر کون قاتل ہے... اس نے اپنے

نے بھی اس کیس پر کام کرنے کا فیصلہ کیا... تھیش کے لیے انہوں نے پہلے
ہاں اکثر ارشد تھوڑی سے ملاقات کی... پھر ان دو توں کے گمراہ آئے...
وہاں موقع واردات اور احسان کے گمراہ جائزہ لیا تو احسان کے گمراہ
چار پائی کے پیچے سے ایک سرخ غلی اور گوناٹھی کے کمرے کے ایک کوتے
سے ایک چھڑی ٹلی... اسی کمرے سے لاٹ اٹھائی گئی تھی... اس چھڑی اور
سرخ پر پائے جانے والے الگیوں کے نشانات نے انہیں کوئی بھلکے
پہنچایا... یہاں میں بھی ان کے ساتھ چلا آیا... کچھ بلکہ مجھے بھی اس کیس
میں انہیں حسوس ہوئی تھی... یہاں وعدہ لاشیں ٹیکیں... اور بمارے یہاں
آئے سے کہہ دی رہیں... وہ قاتل اپنا کام کر گیا تھا... کوئی بھلکا اور چھڑی
کا لام کو ملٹے کے ایک ٹھنڈے نے آئے دیکھا تھا... اس نے یہ طیہ
تایا ہے... قدم لہاں بیٹھتی تاک، پتکے ہونٹ... بڑی بڑی آنکھیں... اس
کی بوجتی کی ایڑی کا ننان فرش پر ملا ہے... اور اس... ہم ابھی یہاں بھک
ہی پہنچے ہیں... اب اچاک کے محمود کو کچھ خیال آیا اور وہ بھاگ لگا... فاروق
اور فرزان بھی اس کے پیچے دوڑ پڑے... بھلا محمود کو کیا خیال آیا ہے
اکرام... یہاں بھک کہ کروہ مسکراتے ہوئے خاموش ہو گئے۔

"کیا کہا سر... محمود کو کیا خیال آیا ہے... آپ مجھ سے پوچھ
رہے ہیں۔"

"ہاں! اگر اسے ایک خیال آسکتا ہے... تو تمیں کیوں نہیں
آسکتا۔"

"انہوں نے تو خود بیل میں احسان سے ملاقات کی ہے... اس

”لیکن سر... وہ قاتل کیسے ہو سکتا ہے... وہ تو خود کہتا ہے... کہ انسان قاتل نہیں ہے... صد مئے نے اسے پاگل کر دیا ہے... لہذا اصل بات نہیں تھا سکتا۔“ اکرام نے حیران ہو کر کہا۔
”ہاں اودھ یہ بات کہتا ہے... لیکن یہ اس کی چال بھی ہو سکتی ہے۔“

”... خیر... جب تو وہ آتے ہی ہوں گے۔“
”ہاں! ہم ان کا سمجھ انتشار کریں گے... یہاں سے کوئی اور کام کی چیزیں اکرام۔“
”ہی ہاں! ایزی کے بیٹے کے ملاوہ خون میں تھیں! ایک سکہ ملا ہے۔“

”سکہ۔“ ان کے منہ سے نکلا۔

”ہاں سر سکے... لیکن وہ سکہ بھارت ملک کا نہیں ہے۔“
”اوہ... ذرا دکھانا تو۔“ انہوں نے پر جوش انداز میں کہا۔
اکرام نے سکہ بھال کر ان کی طرف بڑھا دیا... جو نہیں انہوں نے سکے کو بیکھا... بہت زور سے اپٹے۔

”ارٹے پاپٹے سے... اکرام یہ سکہ ہے۔“

”جی... کی کیا مطلب؟“
”ابے بھائی... یہ سکہ نہیں ہے... آڑ جلدی کرو... تم نے غلطی کی... ان تینوں کو تھا جانتے ہیا... وہ تھڑا کترین نہ کوں کی ایک حفاظتی کا سکہ ہے... ایک دوسرے کو چیخانے کے لئے یہ اس کو استعمال

ڈاکٹر سے ملاقات کی ہے... انہیں تو گولی خیال آہی ملتا ہے... مجھے کیسے آ ملتا ہے۔“ اکرام نے پر بیٹا ہو کر کہا۔

”میں نے بھی احسان سے اور ڈاکٹر سے خود ملاقات تینیں کی اکرام... لیکن میں اندازہ ڈھکا ہوں کہ جھوہ بکھوں بھاگا۔“

”آپ کی بات اور ہے سر... آپ نے اندازے لے گئے میں ماہر۔“

”لیکن اکرام میں چاہتا ہوں... تم بھی اندازے لگاتے میں ماہر ہو ہو... جس طرح تم تھوڑے کے سلیے من کر فوراً تادیتے ہو کر یہ فلاں کا حلیہ ہے۔“ انہوں نے سکر کر کہا۔

”جی... جی بھر... میں غور کر لیتا ہوں۔“

”ہاں! یہاں کام کرتے رہو... اور ساتھ ہمیں غور کرتے رہو۔“
”جی... جی اچھا۔“

وہ اپنے کام میں مصروف او گیا... لیکن اس کا ذہن ایسا ہوا... وہ بر ایج غور کر رہا تھا کہ جھوہ کو کیا خیال آیا ہے... لیکن پھر بھر رکا... آخر کام ٹھم ہو گیا... وہ ان کے پاس آ گیا:
”لیا سوچا۔“

”ابھی تک نہیں سوچ سکا...“
”میرا خیال ہے... قاتل کا حلیہ من کر جھوہ بھاگا تھا... اور وہ ڈاکٹر اور شندہ تھوڑی کے پاس گیا ہے... تاکہ اس عینی کی روشنی میں دوبارہ دیکھ کر جان سکے... کہ وہی قاتل تو نہیں۔“

کرتے ہیں۔"

"مم... میں بھائیں مر۔"

"یہ سکد ایک بار پہلے بھی میرے ہاتھوں چکا ہے... ایک شخص سے میں بھرا گیا تھا... وہ اس کر گرا تھا... بھروسہ حاصل ہوتے تھی مدد و رست کرنے کے آئے چلا گیا تھا... اس وقت مجھے ہاتھ اسکے ہاتھ پر آنکھ آیا تھا... میں نے اسے آواز بھی دی تھی... اسے بھی... تمہارا لشکر گیا ہے، میکن اس وقت سک وہ بجا پکا تھا... ہم نے سکے کو اٹھا کر دیکھا تو وہ سرکاری سکنیوں تھا... اس کی ایک طرف مقابلہ ہوا ہوا تھا... اور دوسری طرف سیاہ ٹھیکر سانپ... اور دیکھو... اس پر بھی یہیں ہی۔" انہوں نے کہا۔

اکرام نے چھڈی چلدی سکتے کو دیکھا... پھر پریشان ہو کر بولا:

"یہیں ڈاکٹر یوری صاحب تھے ملتا ہے۔" کیا کسی قدر ہاکِ تکمیم کا سکد ہے... جو اسے پہچان کے لیے استعمال کرتی ہے۔"

"ہاں ایسے میرا اندازہ ہے... اس لیے کہ انہیں تھک کسی سکے کے مالک سے میری باتیں سمجھیں ہوں گی..."

"اوہ آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں؟... کہ ہم نے انہیں اکیلے جانتے دیا... ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" اکرام نے کہا۔

"اگر میرا اندازہ درست ہے جب وہ خطرناک لوگوں میں پھنسنے لے جائے... لہذا آؤ چلیں۔"

"ہم ہو ہائل پر انہیں خبردار کیوں نہ کر دیں۔"

"ہاں ایسے تھیں رہے گا۔"

انہوں نے محمود کے ہو ہائل نبہر ڈاکل کیے... لیکن دوسری طرف ہو ہائل بند تھا۔ انہوں نے فاروق اور فرزاد کے نمبر بھی چک کیے... لیکن دوسری بھی بند تھے... اب تو وہ پریشان ہو گئے... فوراً جیپ میں بیٹھے اور اس کا لیکن بند تھا... چوکیا ہے اور شد تیوری کی طرف روان ہو گئے... لیکن اس کا لیکن بند تھا... چوکیا ہے اور اس کے لگھ کے نمبر معلوم کیے... ساتھ ہیں محمود، فاروق اور فرزاد کے ہارے میں بھی اس سے پوچھا... اس نے بتایا کہ وہ اس طرف نہیں آئے... اور وہ اکثر تیوری بھی ایک لگٹ پہلے چھٹی کر کے جا چکا ہے... وہ اگر ادھر آئے تو بھی اس سے یہاں ملاقات نہیں ہو سکتی تھیں... اب وہ اس کے لگھ پہنچے... دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اکرام نے دروازے کی گھٹنی بھائی... ایک لازم نے دروازہ کھولوا۔

"ہمیں ڈاکٹر یوری صاحب تھے ملتا ہے۔"

"کیا آپ نے وقت لے رکھا ہے جناب۔" اس نے پوچھا۔

"نہیں... یہ میرا کارڈ انہیں دے دیں... وہ وقت دیے بغیر بھی ملاقات گر لیں گے۔"

"تی اچھا۔" لازم کارڈ لے کر اندر چلا گیا... فوراً ہی اس کی واپسی ہوئی...

"آئیے جناب۔"

وہ انہیں ڈرائیکٹر وہم تک لے آیا اور بخاکر چلا گیا... تین منٹ کے پر پریشان کن انتقال کے بعد لمبے قدم کا ایک شخص اندر داخل ہوا...

"اب میں کہہ سکتا ہوں، وہ صرف جیل کی طرف گئے ہیں۔"

"پہلے فون کر لیتے ہیں۔"

"ہاں ایم ٹیکر رہے گا۔"

اکرام نے جیل کے نمبر ملائے... اپنا ترقی رف کرایا پھر بولا:

"کیا اسپنڈ جیشید کے پیچے گھوڑا، قاروق اور فرزانہ اور ہر توپیں

آئے۔"

"پہلے آئے تھے... کافی دیر پہلے۔"

"میرا مطلب ہے... دو بار وہ اس طرف نہیں آئے۔"

"نہیں... وہ اور ہر ٹین آئے۔"

"اوہ اچھا۔" اکرام کے مذہبے لگلا۔

فون ہند کر کے وہ ان کی طرف بڑے۔

"وہ تو اور ہر ٹین کے۔"

"اوہ اچھا تھا... کوئی بات نہیں... آدھر چلیں... بلکہ تمہیں

دفتر جانا ہے تو دفتر جاؤ... میں گھر بیٹا جاتا ہوں۔"

"اور ان تینوں کا کیا کریں گے۔"

"یک ٹینیں... آج کیس کے... اس تینیں میں تو اب بھی صرف

یہی دو ٹینیں سامنے آئی ہیں... ہم اُنہیں اشیٰ دو ٹینیں پر دیکھ سکتے تھے۔"

اسپیوں نے منہ بنا لیا۔

"یہ بات تو ہے۔" اکرام پر بیٹاں ہو کر بولا۔

انہوں نے بخوبی اس کا جائزہ لیا،... لیکن اس کا طبقہ وہ بیٹیں تھا... قد ضرور
لبھا تھا... لیکن اس کا ناک چھوٹا اور قدرے موٹا تھا... ہوت ہجی موٹے
تھے... ۶ تکمیں چھوٹی چھوٹی اور اندر کو ہٹھی ہوئی تھیں...
"فرمائیے... آپ کو بھوٹ سے کیا کام ہے۔" انہوں نے اس کی
پر سکون آواز سنی۔

"دھخور، فاروق اور فرزاد آپ سے ملنے کے لیے آئے تھے۔"
"تی ہاں! بالکل آئے تھے... وہ احسان نامی ایک قیدی کے
پارے میں جانا چاہتے تھے... میں دراصل اس کا ملا ج کر رہا ہوں۔"

"اہم اس وقت کی بات نہیں کرو رہے۔"

"بھی... کیا مطلب؟" "ڈاکٹر کے بیچ میں جرت تھی۔"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے، ہر آپ کی طرف آئے تھے۔"

"تی ٹینیں... وہ اور ہر ٹین آئے۔"

"اوہ اچھا... کمال ہے۔" ان کے منہ سے لکا۔

"اس میں کمال کی کون سی بات ہے جتاب۔" "ڈاکٹر ارشد کے

بیچ میں جرت تھی۔

"میرا مطلب ہے... ہمارے خیال کے مطابق ہو وہ آپ سے
ملنے کے لیے ہی پڑے تھے... خیر ہم دوسری جگہ ملاش کر لیتے ہیں اُنہیں...
آپ کو زحمت دی... امید ہے معاف فرمائیں گے۔"

"وہ کوئی ایسی بات نہیں۔" وہ مسکرا لیا۔

وہ وباں سے باہر چلے آئے...
.....

”ایک عدو فون نے میرے ہوش اڑا دیے ہیں۔“

”وہ فون کس کا تھا۔“

”کسی ہام معلوم آہی کا... اس کا کہنا ہے... محمود، فاروق اور فرازان اس کے قبضے میں ہیں... اسپر جیلی کو صرف تمن گھنٹے دیے جائے ہیں... تمن گھنٹے کے اندر انہر ان تک بھیجیں بائیں... اور انہیں ہمارے قبضے سے پھرالیں... ورنہ وہ ان تینوں کو حل کر دیں گے۔“

”کیا!!“

ان کے مذہب سے لگا... اسی وقت دروازے کی حکمتی نہ اٹھی۔

۲۷۶

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... محمود، فاروق اور فرازان تو والد نہیں ہیں۔“

”میرت بہتر... لیکن سر... میں ان لمحات میں آپ کو چھوڑ کر چکیں چاہتا چاہتا...“

”اچھا لمحک ہے... تو میرے ساتھ چلو... گازی تم پا لو... میں ڈراماں رہتا اور پروفیسر صاحب اوفون کر دیں گا۔“

”تی اچھا۔“

کاڑی مالی پڑی... انہوں نے خان رحمان کے سبھ ملائے... ان کی آواز سنتے ہی خان رحمان چکے:

”آہا جیشید... یہ تم ہو... خوب خوب! میں ابھی تمہارے ہمراہ میں ہوں گا تھا۔“

”یاد ملک پریشان ہوں... میں تم آپا وہ۔“

”اچھی بات ہے... آرہا ہوں... لیکن نہیں... یہ بات ابھی کیسے ہو گئی... جب تم پریشان ہو تو بات اچھی نہیں ہو سکتی۔“

”اس پر بعد میں خود کریں گے... پروفیسر صاحب کو بھی ساتھ لے آتا۔“ وہ مسکرا کر یوں نظرے۔

”اچھا،“ وہ بولے۔

انہوں نے فون بند کر دیا... جلدی وہ گھر بھیج گئے... انہوں نے دیکھا... نیکم کا چہرہ ستاہ ہوا تھا۔

”خیر تو ہے نیکم۔“

بھاگ چلو

فاروق اور فرزاد جب باہر نکل تو محمود کار میں بینج پکا تھا اور انہیں شارت کر چکا تھا۔

"ارسے ارسے... ایسی بھی کیا جلدی۔" اکٹے اکٹے ہیرہ بننے لئے ہو... ہمیں بھی ساتھ لے پڑو... مزار ہے گا۔" فاروق نے چلا کر کہا۔ "آؤ آؤ... وقت بہت کم ہے... مجرم ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

"سد ہو گی... مجرم صاحب ہمارے ہاتھ میں ہیں کب کہ نکل جائیں گے... کیا انہوں نے سیمانی کوئی اوزہ رکھی ہے۔" فرزاد بھلاکی۔

اسی وقت دنوں کا رہیں داخل ہو گئے اور وہ ایک نکلنے سے آگے بڑھی۔

"اس سے پہلا کم مجرم تک پہنچ جاؤ... ہمیں بتا دو... مجرم ہے کون؟"

"اس کا فیصلہ ابھی ہو گا... جوانیں۔" محمود نے مجیدہ لیجے میں کھما۔

"کیا مطلب؟" وہ پوچھ کر۔

"ہم احسان صاحب سے ایک سوال بچھتا ہجول گئے... جوئی
وہ اس سوال کا جواب دے گا... ہم مجرم کو پہنچان لیں گے۔" محمود کے لئے
سے جوش پکر رہا تھا۔

"اچھا! اور وہ سوال کیا ہے۔"

"وہ میں یہی بتا دیں گا... خود سچ... سوال کیا ہو سکتا ہے۔"

"فرزاد۔" فاروق اس کی طرف مراز۔

"ہاں!" اس نے فوراً کہا۔

"ان صاحب پر آج حب معمول ہیرہ بنتے کا بہوت سوار
ہے... اور یہ بن گردیں گے... جو کرتے نہیں، کرنے والے... جیل ایکسو
اور تیل کی وحاروں کیجوں۔"

"جب تسلیمی نظر نہیں آ رہا تو دھار کیسے دیکھ لوں۔" فرزاد بھل
گئی۔

"تسلیمی نظر سے کام چالا لو۔" فاروق سکر لیا۔

"اچھی بات ہے... گویا آنکھیں بند کر لوں۔"

"ہاں بالکل... اب بھی کرتا ہے۔"

اور پھر دنوں نے واقعی آنکھیں بند کر لیں... محمود برے برے
منہ بانے لگا... پھر کار جیل کے دروازے بیڑکی... محمود نے اپنا کارڈ
اندر بھجوایا... جلد ہی پرمنڈھ نے انہیں اندر بلوا لیا۔

"خیر تو ہے۔"

دوبارہ آیا تھا... وہ اس طبقے کے مطابق محسوس کر رہا تھا جو گوئی کے
وقت کا تایا گیا تھا... ڈاکٹر جیل کی ناک لمبوجر تھی... قد رہا تھا... ہونٹ
پتھے تھے... آنکھیں بڑی بڑی تھیں...
سردار اس انگیں کو فخری تک لے آیا... انہوں نے دیکھا...
احسان آنکھیں بند گئے کو فخری کے فرش پر لیٹا ہوا تھا۔

"احسان میاں... تم سے یہ لوگ ملنے آئے ہیں۔"

احسان نے آنکھیں کھول دیں... پھر لینے لیئے ان کی طرف
مڑا... انگیں دیکھ کر پچھلنا کا اور جلدی سے انہوں نے پھر سلانوں سے آگاہ
"آپ لوگ... آپ لوگ تو وہی ہیں جو آن ہی شاید بھے سے
ملے تھے... وہ بھی بیبل کے اندر۔"

"ہاں! ہم وہی ہیں... جس روز آپ نے قتل کیا... کیا اس
سے کچھ در پستہ آپ کے گھر میں کسی نے آپ سے ملاقات کی تھی۔"
کسی نے یہ مرے گھر میں آ کر بھوئے ملاقاتات۔" وہ کھوئے
کھوئے انہاڑیں بولا۔

"ہاں! یاد کر کے جائیں۔"

"یاد کر رہا ہوں۔" اس نے بھجت سے انہاڑیں کہا۔
پھر وہ سوچ میں گم ہو گیا... یوں لگا ہیسے ان کی موجودگی سے بھی
پھر ہو گیا ہو۔ آخراں نے چونکہ کر کہا
"ہاں! ایک نامعلوم آدمی نے ملاقاتات کی تھی۔" اس کی آواز
میں پچھی تھی۔

"ہمیں خوری طور پر ڈاکٹر جیل سے ملتا ہے۔"
"اوہ اچھا... آپ ان کے کمرے میں ہی پڑھ جائیں... انہیں
ڈاکٹر جیل کے پاس لے جاؤ بھی۔" انہوں نے دروازے پر موجود
بیہرے دار سے کہا۔

"ہی اچھا آئیے جناب۔"

"ہاں کے بیچے پڑھ... ایک کمرے تک پہنچے۔"

اندر ڈاکٹر جیل موجود تھے... انہیں دیکھ کر سکراتے...

"آپ لوگ... شاید احسان میاں کے کیس پر بہت تجزی سے
کام کر رہے ہیں۔"

"یہی بات ہے... احسان سے ایک بات یہ چھٹے کے لیے آئے
ہیں... کی آپ ہمیں اس تک لے جاسکتے ہیں۔" محمود نے بھدی بھدی
کہا۔

"یہ کام تو یہ سردار بھی کروے گا... جس کے ساتھ آپ آئے
ہیں... سردار سے... انگس احسان کی کو فخری تک لے جاؤ... تاکہ یہ اس
سے بات رکھیں۔"

"بہت بہتر۔" اس نے کہا۔

"مشکر پر ڈاکٹر صاحب..."

محمود نے بخوبی اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا... اس کا دل
دھک کر رہا تھا... اب تو فاروق اور فرزانہ بھی جو کئے بغیر نہ رہ
سکے... وہ بکھر گئے کہ محمود دراصل ڈاکٹر جیل کو خور سے دیکھنے کے لیے

گوئی کی چھت پر اتر اتحا اور آپ کو نجیے لے گیا تھا... ”
”نہیں... مجھے ایسی کوئی بات یاد نہیں... جو یاد تھی بتا دی۔“
”اچھا! اس ذاکر کا حلیہ کیا تھا۔“

”حلیہ... اس کے سر پر ایک بڑا ساریست تھا... بیٹ کا انگلا حصہ
اس نے نیچے کو جھکا رکھا تھا... اس کی وجہ سے اس کا چھوٹا صاف نظر نہیں آ رہا
تھا۔“

”خوب اقدیم تھا۔“
”ہاں اقدیم تھا۔“
”ذاکر تمیل ہے۔“

”کیا مطلب... ایک منٹ...“ وہ پونکا... پھر اس کی آنکھیں
بیرون سے بھیٹیں گئیں... آگرہ اس نے سر رانی آواز میں کہا۔
”اوہ... اوہ... شاید... وہ ذاکر تمیل ہی تھا... آج آپ
کے کہنے پر جعلی بار میں نے اس بات پر دھیان دیا ہے۔“

”خوب ابھارا بھی بیکی خیال تھا... اچھا ہم پھر آپ سے ملتے
کے لیے آئیں گے...“ یہ کہہ دے جانے کے لیے مزے... اس وقت
انہیوں نے دیکھا... سردار ان سے کچھ ہی پیچھے کھلا تھا۔ جب کہ ان کا
خیال تھا کہ وہ ان سے دور ہٹ چکا ہے اور ان کے درمیان ہوتے والی
بات پیرت نہیں سن رہا...“

”کیا آپ جماری گفتگوں پر چکے ہیں۔“ محمود نے بر اسامتہ بیانی۔
”پاں بالکل... آپ نے مجھے کب کہا تھا کہ میں دور ہٹ کر کھڑا

”بہت خوب! اس نے کیا کہہ تھا میں کیا کیا تھا۔“

”اس نے مجھ سے چھ بائیں کی تھیں... مجھے بتایا تھا کہ وہ ایک
ڈاکٹر ہے... آج گل ایک دبا گھٹلی ہوئی ہے... وہ اس دہا سے بچنے کا
انجکشن لو گوں کو لکھتا پھر رہا ہے، اس دبا کا نام اس نے ایڈر بتایا تھا...
میں نے ایڈر کے بارے میں سن رکھا تھا اور اس نام سے میں کافی خوف
محسوں کر رکھا تھا... بندائیں نے انجکشن گلوانے کے لئے اپنا بازو آ کے
کرو یا... اس نے آستین چھھائی اور انجکشن لکو دیا... ساتھ میں اس نے
کہا تھا کہ اس انجکشن کے لئے سے کچھ دیر کے لیے نیڈ آتی ہے... آپ
پر بیٹھاں دے ہو جائے گا۔“

”میں نے اس کا شکر پیدا کیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ میں پر بیٹھاں
نہیں ہوں گا... اور یہ کہتے کہتے مجھے نیڈ آگئی تھی۔“ بیہاں تک کہہ کر دہ
خاموش ہو گیا۔

”خوب اس کے بعد آپ سو گئے تھے۔“

”مجھے اس کے بعد کچھ یاد نہیں... پھر تو میں نے خود کو گوئاٹی کی
لاش کے قریب کھڑے پایا تھا اور غیر میرے ہاتھ میں تھا۔“

”کیا آپ کی چھت کے راستے گوئی کی چھت پر اتر ا جا سکتا
ہے۔“

”ہاں ازینہ اُر کھلا ہو تو اور گوئی کا زینہ بھی بند نہیں ہوتا تھا۔“

”کیا آپ کو یاد نہیں... کہ انجکشن لگانے کے بعد اس ذاکر
نے آپ کو کندھوں پر انھیاں لیا تھا اور چھت پر لے گیا تھا... پھر وہ اس طرح

ہو جاؤں... تھیں آپ لوگ بالکل عالم سوچ رہے ہیں اور احسان کی دماغی
حالت تو تھیک ہے ہی نہیں... اسی کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا... میں
ابھی اس بات کا ثبوت چیل کر سکتا ہوں۔"

"ثبوت... اس بات کا،" فرزانت نے حج اون ہو کر پوچھا۔

"اس بات کا کہ احسان کی دماغی حالت تھیک نہیں ہے اور
حالت اس کے بیان کو کسی طرح بھی درست نہیں مانے گی۔"

"اچھی بات ہے... آپ بھی اپنا ثبوت چیل کریں پھر۔"

"ابھی لے جئے۔" یہ کہہ کر دھڑکن سے بیان کا اور بولا:

"احسان ہیں... آپ مجھے ہانتے ہیں۔"

"کیوں نہیں... آپ سردار ہیں۔"

"ٹھریو... مجھے غور سے دیکھیں... انکشش تو آپ کو میں نے
کایا تھا، ڈاکٹر کے میک اپ میں... میرے قد کو دیکھیں... جسم کو دیکھیں...
ھلک و صورت کو دیکھیں... اور غور کریں... انکشش تو آپ کو میں نے لگایا
تھا۔"

"اگر... کیا... تن نہیں۔" وہ گھبرا گیا... پھر اس نے اپنی
نظریں اس کے پیارے بیجاویں اور غوب غور سے دیکھنے لگا تھا... آخر
بولا:

"نبالک... وہ آپ ہی تھے۔"

سردار مسکر کران کی طرف مزا:

"اب تائیں... آپ کیا کہتے ہیں... کیا عدالت ان کے

بیان کو درست مان لے گی... جو بھی کچھ کہتے ہیں بھی کچھ... اس نے
جلدی جلدی کہا۔

"ہو! آپ تھیک کہتے ہیں... ان کی دماغی حالت تھیک نہیں
ہے... ان کا دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے... یہ کچھ بھی سوچنے کی طاقت نہیں
رکھتے۔" محمود نے اس کی بات تسلیم کی۔

"آئیے بھر پڑیں... قاتل و دارسل ہیں ہیں... ڈاکٹر ہے
چارے کا تو ان سے دور کا بھی اعلیٰ نہیں۔"

"اور ڈاکٹر ارشد تھیردی کا۔"

"ہاں اس معاملے میں ان کا ایک کرد اور ضرور ہے... ان کا
خیال ہے کہ احسان نے قتل نہیں کیا... اور یہ کہہ، ان کی دماغی حالت
درست کر کے دیں گے... وہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں... اب
دیکھیں، وہ کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔"

"اچھا تھیر... آئیے پڑیں۔"

انہوں نے ایک نظر احسان میں پر ڈالی... وہ صرف بھرے
امداز میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا... جیسے کہ رہا ہو...
آپ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں..."

اور وہ جیل سے باہر آگئے... اپنی کار میں بیٹھنے اور گھر کی طرف
روات ہو گئے... اچانک فرزانت نے کہا:

"ایسا لگتا ہے... کوئی ہمارا تعاقب کر رہا ہے... بس بس،
بیچھے مزکرہ دیکھنے کی خرد رہت نہیں، وہ نیلے رنگ کی کار میں ہے... میں نے

نے منہ بنا�ا۔

”سک کی باتیں کرنے کے لیے تم ہو ہو۔“ فاروق بیل گیا۔

”اگر تم سماج نہیں چلتا پاچ تو کار سے اتر جاؤ۔“ محمود نے گویا
دھمکی دی۔

”امانع تو نہیں بیل گیا... اس طرح تو میں تین میں رہوں گا ان
تیرہ میں۔“

”ای لیے تو کہہ رہے ہیں... شہر سے باہر چلے چلتے ہیں...
تاکہ تم تین میں بھی رہیں... اور تیرہ میں بھی۔“

”صد ہو گئی... تو ہے تم سے۔“ فاروق بستخا اٹھا۔

اور پھر محمود نے کار کا رائٹ شہر سے باہر ہانے والی سڑک کی طرف
موز دیا۔ فاروق اور زیادہ بڑے بڑے منہ بنا نے لگا... وہ خون مسکراتے
رہے... بہاں سک کہ کار شہر سے باہر لکھ آئی... تکی کار پر سوران نے
تعاقب میں تھی اور اب تو نیلی کار و ۱۱۰ یہ احتیاط بھی نہیں کر رہا تھا کہ کہیں
انہیں تعاقب کا شہر ہو جائے... لیکن وہ اندر ہارہندان کے پیچے چلا آ رہا
تھا، ابھی تک اس نے ان سے آگے لئنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔

آخر شہر سے بکھری آگے جا کر محمود نے کار ایک طرف کرتے
ہوئے روک لی... نیکی کار ان سے آگے گلکی کریزک کے درمیان میں رک
گئی... اس جگہ زیادہ پیوری تھی... گویا وہ اب اس کار سے آگے
نہیں جاسکتے تھے... جب تک کہ وہ کار کو ایک طرف نہ کر لیتا۔

انہوں نے کار کا دروازہ کھلتے دیکھا... اس میں سے ایک عجیب

اس کا رکوبیل کے باہر کھڑے دیکھا تھا گویا اس میں بینا شخص ہمارے باہر
لکھے کا انتشار کر رہا تھا۔“

”چلو یہ اچھا ہے... اس طرح کوئی سامنے تو آئے گا... یہ کیس
آگے تو چلے گا۔“

”جب پھر... ہم گھر نہیں جائیں گے... شہر سے باہر چلے چلتے
ہیں... اس سے دودو ہاٹھ کریں گے۔“ محمود نے پر جوش انداز میں کہا۔

”اے کچتے ہیں، آپل بھھمار۔“ فاروق نے بر اسماعش بنا�ا۔
”یہ تمہیں بیل کہاں سے نظر آ گیا۔“

”محاودہ بولنے کے لیے... بیل کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔“
فاروق نے بر اسماعش بنا�ا۔

”محمود اور فرزاد سکرا دیے... پھر محمود نے کہا:

”اس کا فائدہ ہو گا... یہ کہ ہم ابا جان سے پہلے ہم رک سکتے
چاہیں گے،“ فرزاد نے پر زور انداز میں کہا۔

”لیکن اس کی ضرورت کیا ہے۔“ فاروق نے بھی تجز آداز میں
کہا۔

”وہ کس کی ضرورت؟“ محمود نے اسے گھوڑا۔
”ابا جان سے پہلے کیس حل کرنے کی... تم ان کے بعد کیس حل
کر لیں گے۔“

”حد ہو گئی... ہے کوئی سک۔“ فرزاد نہ تھلا اٹھی۔

”سک اور فاروق کی باتوں میں... کیا بات کرتی ہو،“ محمود

”جاتا تو رہا ہوں... آپ کو شہر سے باہر لانا چاہتا تھا اور آپ
آجھے۔“

”اے سے پہلیں... آپ ایسا کیون چاہتے تھے۔“

”زو و زو باتیں کرنے کے لیے۔“

”فرزانہ رہیں پھر۔“

”بلکہ دو دو بات تھیں کرنے کے لیے۔“

”ادا وادا... تو آپ ہم سے لڑیں گے۔“

”میرا ادا وادا تو ہے... اگر آپ لوگوں میں کوئی ہمت ہوتی۔“

”ای کہا۔“ خارہ قلوب نص آگیا۔

”فہریں فاروق۔“ فرزانہ نے یہ لکھا کر کہا۔

”کیا ہو گیا ہے تمہیں... بھیکی ملی نظر آ رہی ہو۔“

”بہاہا... باکل تھیک کہا آپ نے... آپ کی یہ بند کچڑی زیادہ

تھی خوف زدہ ہیں... اور خوف زدہ آدمی بہت جلد مار کھا جاتا ہے۔“

”ایسی کوئی بات نہیں مشر... ابھی معلوم ہو جائے گا... کون

کہنے پائیں ہے۔“ فرزانہ نے بر اسمانہ بخایا۔

”باتھو ٹکن کو آ ری کیا۔“ وہ مسکرا یا۔

”سک... کیا مطلب... یہ تو آپ ہمارے انداز میں باتیں
کرنے لگے۔“

”کیا آپ لوگوں کے انداز میں باتیں کرتا ہیں ہے۔“ وہ پہنچا۔

فرزانہ کا رنگ ازگیا... اس کی پہنچتے اسے اور زیادہ خوف

سماں دی پاہنچ کلا... دو چھوٹے سے قد کا، دبلا پتلا سماں دی تھا اور پالکل بیے
ضرر نظر آ رہا تھا، اس کے پیچے پر مسکرا ہتھ بھی تھی۔

”اب آپ پوچھیں گے... آپ نے ہمارا راستہ کیوں روکا۔“

اس کی آواز بھی انہیں عجیب سی تھی۔ فرزانہ نے ایسے میں تندید خوف گھووس
کیا... اس نے ولی آواز میں کہا:

”بھاگ جتے ہیں... میں خوف گھووس کر رہی ہوں۔“

”ہے کوئی بھک... پہلے اسے تعاقب کرنے کا خوب موقع
دلیا... ہا کہ جگل میں کنج کر اس سے دو دو بات تھی بے جائیں... اب کہہ رہی
ہیں... بھاگ چلو۔“

”ہر گز نہیں... ہم اس سے دو دو بات تھیں کر کے... بلکہ ضرورت
پڑی تو دو دو باتیں کر کے ہی جائیں گے۔“ محمود نے سک لجھے میں کہا۔

”تھیا ری مردشی... پھر نہ کہنا میں نے خبردار نہیں کیا تھا۔“

”یہ کیا کھر پھر شروع کر دی بھی۔“

”سک... پکھوچیں... آپ اپنی بات کریں... آپ کس خوشی
میں تعاقب کر رہے ہیں۔“

”آپ کو شہر سے باہر لانے کے لیے۔“ وہ سکرایا... فرزانہ کو
اس کی مسکرا ہتھ بہت عجیب تھی۔

”آپ نے کیا کہا... میں شہر سے باہر لانے کے لیے۔“

”ہاں از رہزادہ ہے گا...“ اس نے کہا۔

”آپ کیا چاہتے ہیں۔“ محمود نے منہ بنا یا۔

میں بچاؤ کر دیا۔

"آ... آپلیں... اس پاگل آدمی سے کیا ماتھا بارنا۔" فرزاد نے اُمر سے ذرے انداز میں کہا۔

"ہاہاہا... دیکھ رہے ہیں آپ اپنی بہن کو ان کا توبیخ پانی ہوئے۔"

"ہاں! دیکھ رہے ہیں... دراصل یہ خوف زدہ ہونے کی ادا کاری کر رہی ہیں۔" فاروق نے منہ بھایا۔

"اوہو اچھا... تو آپ دلیر غفرانے کی ادا کاری کر رہے ہیں۔" اس نے طنزہ انداز میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں... آپ تم بس ہمارے ایک ہاتھ کی مار بھی سکتے ہیں... ویسے نام کیا ہے آپ کا۔"

"سہرا نام... عام سامنے... اور مہر نام میں کیا رکھا ہے... جیسے تادبیا ہوں... نام ہے کوکزو۔"

"کیا نام تالما... کوکزو۔" محمود نے تحریر ہو کر کیا اور نہیں پڑا۔

"ہاں اکٹھا... جانتے ہو... کوکزو کیا ہوتا ہے۔" "یہ لفظ سننا ہوا ہے... لیکن شاید ہم جانے نہیں... کوکزو کے کہتے ہیں۔"

"اُرے بھی... ٹابت سور میں بالکل سور جیسے کچھ دانے ہوتے ہیں... جو سور کے ساتھ ہر گز بھیں گئے... ان کو لوگ کوکزو کہتے ہیں۔"

چیں... چب وہ اڑھوں کے بیچے آتے ہیں نا تو کڑک کی آواز ہوتی ہے ہیں اور ہر اکڑ کر رہا ہو جاتا ہے... اب کوکڑ، والی میں سے الگ بھی نہیں کیے جاسکتے... لہذا اڑاڑھے کے بیچے آ کر رہتے ہیں... انسان کو مت نہیں پڑتا ہے... لہذا میں وہ کوکزو ہوں۔"

"حد ہو گئی... باہوجہ اپنے نام کی تحریخ کرنے میں اتنا وقت ناخ لیا۔"

"اگر نہ کرتا تو آپ بوچتے رہ جاتے... کتنے جانے کو کڑا کیا ہوتا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"اس معاملے سے آپ کا کیا اعلق ہے۔" فرزاد نے سوال کیا۔

"ہوں! اب آئے ہیں... سیدھی بات ہے... پہلے ہی سوال کر لیا ہوا۔"

"جیسے اب کر لیا... اب بتاؤ یہ۔"

"احسان ہی قائل ہے... اس کیسے گویوں ہی رہتے ہیں... بس درویش کی یہی صدائے۔"

"لکھ... کون سے درویش کی... کیونکہ سنائے... فرویش تو چار ہیں... چهار درویش۔" فاروق نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"لگے چکنے... لیکن بہن کا حال وہی ہے... دیکھو... کیا رجھ کر دو پڑھ کیا ہے... اور سورج غروب ہو رہا ہے... کچھ ہی دیر بعد

فاروق اور فرزاد نے ایک نظر محمود پر ڈالی... وہ انہوں نا تھا...
اس کے پیارے پرشیدہ تکلیف کے اڑا رہتے۔

"میری فلان کرو... جوش میں رو کر لاؤ... میں ابھی ہر سے
انہیں کے قابل ہو جاؤں گا... بس دھوکے میں رہا... یہ اندازی نہیں ہے۔"

"اس کا اندازہ میں بہت پہلے لگا جگل ہوں... لیکن تم میری
ہات سن یعنیں رہتے ہے۔"

"بھاگ چلے داں تو تم اب بھی نہیں سنیں گے... تم پے شک
بھاگ جاؤ۔" فاروق نے بر احمدانہ بنایا۔

"اب میں اتنی بھی بزدل نہیں کہ تمہیں میدان میں چھوڑ کر
بھاگ جاؤں... بس... تم بھاگنے میں میرا ساتھ رہو تو اب بھی تیار
ہوں۔" فرزاد سکراں۔

"تمہارا مطلب ہے... بھاگنے کے لیے؟" فاروق کے لئے
میں بالائی حیرت تھی۔

"ہاں!" فرزاد نے فوراً کہا۔

"ہرگز نہیں۔" فاروق پیٹھا۔

"اب ہاتھیں بھاگارتے رہیں گے یا مقابلہ بھی کریں گے۔"

"یہ لو... یہ آگیا۔" فاروق نے تھما کر کیا... اور اس کی طرف
بڑھا۔

اور وہ حرکت میں آگیا... اس نے بالکل اسی انداز میں لات
کھلائی... فاروق پہلے ہی چڑھا تھا... فوراً پیٹھے پینہ گیا... تاکہ اس کی لات

یہاں الدھیرا ہو جائے گا... تم اس وقت جگل میں ہیں... جگل میں
تاریکی جلدی ہو جاتی ہے... بلب بونجیں پڑتے... الہا اس سے پہلے کہ

ایک دوسرے کو دیکھنے کے قابل نہ رہ جائیں... دو دو ما تھو کر لیجتے ہیں۔

"بھائی کو کزو... آخراً پہلی بیان چاہتے ہیں۔"

"تاکہ آپ انسان میاں کے کیس میں کوئی حصہ نہ لے سکیں۔

"اب ثیر... پہنچیں ہو سکتا۔" محمود نے منہ بنا لایا۔

"ہوتے تو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔" اس نے منہ کر کیا۔

تھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... گویا کہہ رہے ہوں
"یہ تو ہمارے کام کا ہے۔"

"آپ اپنایہ وکرام بتانے پر تیار نہیں... بھی بات ہے تا۔"

"یہ بات ہرگز نہیں ہے... میرا پر وکرام تو بالکل واضح ہے۔

آپ کو اس کیس پر کام کرنے کے قابل نہیں رہتے وہیں گا۔"

"آؤ پھر... ہوچا کیں دو دو ما تھو۔" محمود نے پر جوش انداز میں
کہا اور آگے بڑھ لایا۔

"خوب! خوب!" اس نے خوش ہو کر کہا اور فوراً کھڑو کی طرف
اپنی لات کھما دی۔

محمود بری طرح اچھلا اور دور جا کر گرا... فاروق اور فرزاد کو
ایسی سُنی گم ہوتی محسوس ہوئی... کیونکہ جس سماج سے اس نے لات
کھرائی تھی... اس سماج سے انہوں نے بہت کم دشمنوں کو کھمات دیکھا
تھا اور خود وہ گھوم کر پھر ان کی طرف رخ کر چکا تھا۔

اوپر سے گزر جاتے... لیکن یہ اس کی بھول تھی... لات اوپر سے گزری... بلکہ تھیک اس کے پہلو پر لگی... وہ بھی اچھا اور محمود سے کم فائدے پڑ جا کر گرا... اس لیے کہ محمود کھلا رہا تھا... تاہم چیخ فاروق کے مدد بھی لٹلی تھی۔

”فرزانہ صاحب... آپ کے دہنوں بھائی تو گے کام سے اب یہ ہر سے مقابلے پر نہیں آئیں گے... رہ گئیں آپ... آپ کا پروگرام ہے۔“ اس نے طنزی انداز میں کہا۔

”میں بھی مقابلہ کر دیں گی۔“ اس نے پرسوں انداز میں کہا۔
”جان تو ٹھلی چاری ہے۔“

”وہ پہلے ٹھلی چاری تھی... اب نہیں۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔
”کیا کہا... اب نہیں۔“

”ہاں ااب نہیں... بھائیوں کے گرنے کے بعد اب میرا خوف ہرن ہو گیا ہے... بلکہ ہوا ہو گیا...“

”خوب خوب... آؤ بھر... اور خوب ثم خوب کر آؤ۔“ اس نے دہنوں پا تحریکیا دیے...
فرزانہ یک دماغے بڑھی اور اس نے لات گھم کی۔

چیخ

انہوں نے دروازہ کھولا تو وہاں خان رضوان اور یہ دفسر داؤ د کھڑے تھے:
”اُر سے یہ کیا جیشید... تم تو کسی قدر پر بیشان دکھائی دے رہے ہو۔“ خان رضوان نے یوں کھلا کر کہا۔

”میں ہمود، فاروق اور فرزان کو انہوں کر لیا گیا ہے... وہ ایک کیس پر کام کر رہے تھے... بھرم نے ہمیں تم کھنڈ دیے ہیں۔“
”تمیں کھنڈ... لیکن کس بات کے۔“ یہ دفسر داؤ د جیوان ہو کر بولے۔

”ہمیں تمیں کھنڈ کے اندر اندر ان سک پہنچنا ہے... ورنہ...“
انہیں ہلاک کر دے گا... گویا وہ پوری طرح ان کے قبھے میں ہیں۔“
”اوو... نہیں...“ تم نے ان سے موبائل پر بات کرنے کی کوشش کی جیشید۔“

”اب بھی نہیں...“

”ج پھر پہلے یہ کوشش کرو۔“

”مشکل ہے...“ انہوں نے کہا اور موبائل نمبر ڈائل کرنا

شروع کیے۔

اس کو شش میں تین منٹ شائع ہو گئے... آخراں ہوں نے سے
بند کر دیا اور بولے:

"ہمیں ان کی تلاش میں لکھنا ہوا کhan رحمان... مجھے سوچ
دو۔"

"لیکن جیشید... سوچے میں تو وقت شائع ہو گا۔"

"اس کے بغیر کام نہیں ٹپے کا... سنو... میں تمہیں کہانی سنائی
ہوں۔"

"کہانی... یہ کہانی سنانے کا کون سا وقت ہے اور ہماری عمر کہانی
شنی کی کہاں ہے بھلا۔"

"اوہ... کیس کی کہانی... جس پر وہ کام کر رہے تھے۔
انہوں نے منہ بنا لایا۔

"اوہ اچھا... تو یوں کہوتا... کیس کی کہانی... اڑے ہاپ
رے۔" خان رحمان بولکھلا اٹھے۔

"اب تمہیں کیا ہوا۔"

"م... میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"دھرت تیرتے کی... خان رحمان... تم فاروق نہیں ہوئے
پر وہ قیصر داؤڈ سکرائے۔"

"اور آپ بلاے تجوہ ہیں نا۔"

"صد ہو گئی... آپ میری مدد کرنے آئے ہیں یا ان کے انداز

میں باقی کرنے۔"

"دونوں کام ساتھ ساتھ ہوتے رہیں گے جیشید... تم فخر نہ
کرو۔"

"اور میں غلنے گزوں... تین کھنے میں سے پدرہ منٹ ختم
ہوئے گوئیں۔"

"کیا یہ تین کھنے اس وقت سے شروع ہوں گے جب اس نے
فون کیا ہے۔" پر وہ قیصر داؤڈ نے پوچھا۔

"اس پارے میں تو شاید اس لے وضاحت نہیں کی ہوگی...
کیوں نیجیم؟"

"کی تھی وضاحت... اس نے کہا تھا... وقت نوٹ کر لیں،
یہ فون کے تین کھنے بعد ان تینوں کو مار دیا جائے گا۔"

"ارے باپ رے... اور اس نے فون کیا کہ تھا۔"

"ابھی آپ کے آنے سے پدرہ منٹ پہلے۔"

"کویا آدھہ گھنٹا گزر چکا ہے اور صرف اڑھائی کھنکے باقی
ہیں۔" ان پکڑ جیشید اور زیادہ گھبرا گئے۔

"بھی ہاں... بھی بات ہے۔"

"اب تو شاید تم کہانی نہیں سناؤ گے جیشید۔" خان رحمان
سکرائے۔

"وہ... وہ تو سماں ہو گئی... ورنہ ہم یہ کیسے جان سکیں گے کہ تلاش
کہاں سے شروع کی جائے۔"

کہا تی آپ نے سئی تھک نہیں... جب تو پھر محمود، فاروق اور فرزانہ کا اللہ تعالیٰ
مجاذظہ ہے۔"

"اللہ تو پہلے ہی محافظ ہے... اس میں کیا تھک ہے۔" خان
رحمان نے فوراً کہا۔

"اچھا بھا آپ بیان پڑھ کر یہ کہا تیں... میں چلتا ہوں، اس
طریقہ کہا تی سن کر وہ قت ضائع کرنے سے بھی بچ جاؤں گا۔"

"لیکن جسید... تم جاؤ کے کہاں... کیا تمہیں اندازہ
ہے... انہوں کرتے والا انہیں کہاں لے لیا ہے۔"

"نہیں... اندازہ نہیں ہے... لیکن میں اندازہ کالوں گا۔"
"تو یہیں پھر کر اندازہ دکالوں... پروفیسر داؤڈ نے۔"

"یکم... کھانے کی پیڑیں جلدی سے۔ وہ پڑائے۔
"حاضر ہیں۔" اندر سے آواز آئی۔

"ارے ارے... بھیڈ قم تو سنجیدہ ہو گئے... کس کم بجت کو
بھوک گلی ہے... ہم تو تمہارے مودو کو خوش گوار ہاتے کی کوشش کر رہے
تھے... کیونکہ نہیں میں اور جھلاہٹ میں آدمی کی عتل دہ کام نہیں
کرتی... پر سکون ہو کر سوچوں... کہ وہ کہاں ہو سکتے ہیں تو بات بنے
گی۔" پروفیسر داؤڈ نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ ہاں! یہ تو ہے... خیر یونیورسٹی... محض طور پر من لیں۔"
یہ کہہ کر انہیں نے تفصیل سناؤالی...

"تب پھر محمود کو اچانک کی خیال آیا تھا اور وہ تینوں کہاں گئے
بجا ہی صاحب... پنجھ چٹ پنی پیڑیں تیار ہیں یا نہیں۔"

"اچھا تو... سناؤ پھر۔" پروفیسر داؤڈ نے منہ بنا کاہر
"محمود، فاروق اور فرزانہ جمل گئے تھے۔"

"اوے باپ... کس جرم میں۔" پروفیسر داؤڈ کھرا
کھکے۔

"عدھوگی... وو سر کرنے لگے تھے۔"

"اوہ! یہ کہتا... تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی۔"

"اور آپ میری جان نکال دے رہے ہیں۔" اسکلر جسید جھا
جھا۔

"نن... نہیں تو... خان رحمان... میری تائید کرونا... میں
کوئی ہمہ شد کی جان نکال رہا ہوں۔"

"با انکل نہیں... وہ آپ نکال ہی کیسے سکتے ہیں... یہ کامہ بس
اللہ تعالیٰ کا ہے۔" خان رحمان نے سر برلا یا۔

"نداد آپ دونوں سے تھے... آئن تو آپ ان تینوں کے بھی
کان کاٹ رہے ہیں۔"

"نن نہیں تو... بیار جسید... اب اتنا بھوت تو نہ ہو لو۔"

"اچھا... آپ دونوں جیت گئے... میں بارگا... پہلے آپ
پیٹ پھر کر بائیں کر لیں۔"

"اوہ بیاں! یہ پر یاد آیا... مجھے تو بھوک محسوس ہو رہی ہے...
بجا ہی صاحب... پنجھ چٹ پنی پیڑیں تیار ہیں یا نہیں۔"

"اف! آپ لوگ... اب کھائیں گے اور ہمیں گے... اور

”میرا خیال ہے... وہ جیل گئے تھے... محمود کو خیال آیا تھا... احسان کے گھر سے بھی تو سرخ ملی تھی جب کیا قتل کی واردات سے پہلے مجرم احسان کے گھر گیا تھا... یا قتل کی واردات کے بعد گیا تھا... اور اس نے احسان کو کوئی ابکشنا کیا تھا... یہ پہنچنے کے لئے وہ جیل گئے ہوں گے۔“

”جب پھر پہلے ڈون کر کے معلوم کرو۔“

”ضرور... کیوں نہیں... لیکن یہ کام تو راستے میں بھی کر لیں گے۔“

”اوے اچلو پھر... واقعی بارہم نے پہنچ دفتیر بنا کر دیا۔“

”کوئی بات نہیں... آپ میرا خوش گوار بنانا چاہتے تھے۔“

وہ سکرانے۔

”اور مودا اب خوش گوار ہے... ہے نا۔“

”ہاں؟ کیوں نہیں... آپ نے محمود، قاروق اور فرزانہ کی کمی پوری کر دی۔“

”دیکھو بھائی... ہم دونوں صرف محمود، قاروق کی کمی پوری کر سکتے ہیں... بھلا فرزانہ کی کمی کس طرح پوری کر سکتے ہیں۔“

وہ نہیں دیے... پھر باہر نکلے... کار میں بیٹھنے اور میل کی طرف روانہ ہو گئے۔

انہوں نے ہوبائل پر میل پر مخذالت سے رابطہ کیا... ان سے معلوم ہوا... تینوں میل آئے ضرور تھے، لیکن جا چکے ہیں... اور بخیر،

عافیت و بیان سے روان ہوئے تھے...“

”اپ میں تصور کروں گا۔“ اسکلز جمشید ڈون بند کرنے کے بعد بے لے۔

”تصور کروں گا... کیا مطلب؟“ عابران رحمان نے تھے ان ہو کر کہا۔

”بیان امیں خیال دوڑاؤں گا۔“

”لیکن جمشید... تم تو پہلے تھی کہ روڑاڑے ہو۔“

”تو کیا ہوا... میں ایک دقت میں کلی جڑیں دوڑاں کلیں ہوں۔“ وہ سکرانے۔

”چلو خیر دوڑا لو... اجازت ہے... تم بھی کیا یاد رکھو گے اگر کوئی تو کوئی سے پا اپڑا ہے۔“

”صد ہو گئی... یہ اس میں سعادت کہاں سے آ کوئی۔“ اسکلز جمشید نے منہ بنا لیا۔

”اجازت دی ہے ہاں... کچھ لیا تو نہیں... دیا ہی ہے۔“ پھر فسر داؤ دسکرانے۔

”اوہ بیان! یہ تو ہے... خیر... میں اب سوچنا شروع کرتا ہوں... یہ تینوں میل سے نکل کر اپنی کار میں میٹھے... محمود نے ڈرا ٹو گک سیٹ سنجال لی... اور گھر کی طرف روانہ ہوئے۔“

”یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو... وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے... نہیں جمشید... یہ ضروری نہیں... ہو سکتا ہے... انہیں میل سے

کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہو... اور وہ اس خاص بات کے چکر میں کسی اور طرف روانہ ہونے نہ ہو۔"

"بلاں! اس بات کا امکان ہے... لیکن چونکہ وہ عاشر ہیں لہذا میں خیال دوسری طرح دوڑاؤں گے... وہ جیل سے نکلے... جیل سے گھر کی طرف روانہ ہوئے... لیکن ان میں میں سے کسی ایک نے... بلکہ فرزان نے ٹھوٹی کیا کہ کوئی کار ان کا تعاقب کر رہی ہے... لہذا انہوں نے... بلکہ تھوڑا نے گھر کا جانے کا راد وہ ترک کر دیا... اور بگل کار است انتیار کرنے کا فیصلہ کیا... اس لیے کہ میں تھوڑی فہرست کو خوب جانتا ہوں... وہ خطرات میں کوڈ پڑنے کا عادی ہے... عادی فرزان بھی ہے... لیکن پہلے سوچتی ہے کہ کوڈ سے یا شکوڈ سے... جب کہ فاروقی خطرات میں خود آنے کا فیصلہ عام طور پر نہیں کرتا... جب دیکھتے ہے کہ فرزان کا فیصلہ بھی نہیں ہوتا... پاں جب اکیلا ہوتا ہے تو پھر وہ بھی تھوڑا اور فرزان بھیا بن جاتا ہے... لہذا ان تینوں نے فیصلہ کیا کہ تعاقب کرنے والے کا سامنا شہر سے نکلنے کیا جائے... اور وہ شہر سے نکل گئے... لہذا غان رحمن... ہم جیل باکر وقت صاف ٹھیں کریں گے... ہم سے شہر سے باہر جانے والی سڑک پر پلیں گے... اور جیل سے جو سڑک شہر سے باہر لے جاتی ہے، اس کو ہم جانتے ہی ہیں... اور میں اس سڑک پر مزید کہا ہوں نا... صرف میں منٹ کی درائیوں نگاہ میں شہر سے باہر نکال دے گی۔" انہوں نے بہت روشنی کے نال میں کہا۔

"لیکن بھیشید... تم باعین تو اس قدر رفاقت سے نہ کرو۔" پروفسر

داڑو نے یوکھلا کر کہا۔

"اوہ اچھا... اب میں آہستہ بات کروں گا۔" وہ سکرا دیے۔

اب وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک پر چلتے جا رہے تھے... شہر سے نکلنے سے پہلے اپا نک اسپلز جیشید کو بریک لگانا پڑی... انہیں سڑک سے نیچے ایک ٹھیل تراش پر انظر آیا تھا۔

"آپ! الجور ہے جیں... یہ فاروقی کا ہے... اور انہوں نے یہ تانے کے لیے اس کو بجاں کرایا ہے... کہ ہم اس سمت میں جا رہے ہیں۔"

"ہاں! الجیک ہے... اسکی حرکات کے دو معادی ہیں... لیکن یہ ٹھیل تراش عام ہے... سبہ ادیا ہوا ہیں لہذا کسی اور کام بھی ہو سکتا ہے۔" "نہیں... اکر چہ یہ عام ٹھیل تراش ہے.. لیکن ہے فاروقی کا... آپ کا ٹھیل تراش ٹھیل گھلنے کے لیے نہیں... دشمنوں کو گھرنے کے کام آتا ہے... جب کہ فاروقی جیب میں ہر وقت ٹھیل بھی رکھتا ہے... لہذا اس کو گھر لے کے لیے ٹھیل تراش کی بھی ضرورت ہوتی ہے... لہذا یہ فاروقی کا ہے۔" انہوں نے تیزی سے کہا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو...!" خان رحمان نے کہا۔

اور پھر وہ شہر سے نکل گئے... اب انہوں نے رفتار کم کر دی... اور

"آپ دونوں سڑک کے دونوں طرف انظر رکھیں... انہوں نے کہا اور چیزیں گراہی ہوں گی۔"

"اے ہاں! وہ رہا... درود مال... یہ... بھی فاروقی کا

پہنچنے... لیکن۔ "خان رحمان چلائے۔"

"لیکن کیا... آپ کی گاڑی لیکن پر کوں الجھنگی۔"

"لیکن یہ ہوا سے ادھر ادھر کیوں نہیں ہوا۔"

"مہانتے پے دوقوف نہیں ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے... جسے بے وقوف تھا جس۔" "خان رحمان نے آنکھیں کالیں۔"

"میں... میں نے یہ لٹکا لیا... اور نہ میرا یہ مطلب تھا... کہنے کا مطلب تھا... وہ اتنی مثل کے مالک ضرور ہیں... لہذا فاروق نے روپاں میں کوئی چیز باندھ کر اس کو گراہیا ہو گا... تاکہ وہ ہواست کیس اور نہ چلا جائے۔"

"اہہ بیا... ضرور ایسا ہی ہو گا... لیکن ہم اتر کریں ویکھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔"

"یہ تو ہے۔" یہ ویسر داؤ دنے سر ہلا یا... پھر بولے:
"لو یہے جھیلید... تمہیں ہم دو توں نے غصہ، فاروق اور فرزاد کی کی تو نہیں ہوتے دی۔"

"نہیں... اگرچہ ہم اتنی کی ٹلاش میں لٹکے ہیں۔" وہ مسکرائے۔

پھر اچانک انہوں نے بریک لگا، یہ اور یہ اتر آئے۔

"کی کچھ نظر آ گیا جھیلید۔"

"یہاں پہنچ کر وہ رکے تھے... اور انہوں نے جان بوجھ کر

بریک لگائے تھے... زور دار بریک... جا کہ نازروں کی رگزوں کے نشانات
انہر آئیں... دیکھو... نازروں کے نشانات۔"

"یہ کی اور کار کے بھی ہو سکتے ہیں۔"

"اسی اور کار کے میں سرک پر نہیں... سرک سے یہی کی طرف
کارخ کرتے ہوئے ہو سکتے تھے... جب کہ سامنے آئے والی گاڑی
سے پیچے کے لیے لگائے یا آگے جانے والی گاڑی کے بریک لگائے پر لگائے
پڑیں... لیکن یہ نشانات بالکل سیدھے ہیں... پہنچے گھوٹنے بریک لگائے...
پھر کار کو سرک کے کار سے کرتے ہوئے روکا... یہاں پکڑا، پھر یہیں بھی
ہمیں مل جائیں گی اور اندازہ ہو جائے گا۔"

خان رحمان اور پروفیسر داؤ وہ بھی یہی اتر چکے تھے... وہ بخوبی
آس پاس کا چاڑھا لے رہے تھے... اپاچک اسکلا جھیلید سرک پر بکھڑا گے
پڑھ گئے۔

"یہ دیکھیں... دوسرا ہی کار کے نازروں کے نشانات... اس نے
بھی بریک لگائے تھے... گویا ان کی ملاقات اسی جگہ ہوئی..."
یہ کہتے ہوئے وہ سرک سے یہی اتر آئے اور زمین کو خور سے
دیکھنے لگے... پھر پوک اٹھے۔

"انہیں اس جگہ کوئی چیز گرانے کی صہالت نہیں ملی... شاید تعاقب
کرنے والے نے مہلت ہی نہیں دی... انہیں مقابلہ کرنے پر مجبور کر دیا...
یہاں قدموں کے نشانات اس قسم کے ہیں... جیسے ان کے درمیان...
ارے باپ رے... یہ... خون کے وجہے... اس کا مطلب ہے... ان

وچہ ہے... وہ اس طرف دیکھیں... کوئی سفیدی جیز درجتوں کے درمیان
نظر آری ہے تا... اگرچہ فاصلہ کافی ہے... لیکن میری لنکر کمزور نہیں
ہے... سفیدی جیز کی بحکم دکھائی دیتی ہے۔

پر وہ فیسر داؤد اور خان رحمان نے اس طرف دیکھا... اتنے
میں اپنے جیش پر جوش انداز میں اس طرف بڑھ کچے تھے... جلدی ہی وہ
اس جگہ پہنچ گئے... انہوں نے دیکھا... وہاں محمود کی کارروائی تھی...
”جیرت ہے... انخوا کرنے والا اکیلا تھا... پھر وہ اس کے قابو
میں کیسے آگئے۔“ اپنے جیش یہ کہتے ہوئے ایک ہادر پر پیشان ہو گئے۔
انہوں نے کار کا بغور چاندزہ لیا... پھر اکرام کے پیغمبر طالبؑ کے
چند یا ہی اس کی آواز تسلی دی:
”فرار حرکت میں آ جاؤ اکرام... میں شاہی سرک پر موجود
ہوں... فنگر پر نٹ ملٹی کی اور محروم کی روکارڈ فائل کی ضرورت ہے۔“
”اوے کے سر... ہم بہت جلد پہنچ رہے ہیں۔“

انہوں نے فون بند کر دیا۔

”کیا تم یہ سوچ رہے ہو جیشید... کہ انخوا کرنے والے کی
انقلیوں کے نشانات سیپریک وغیرہ پر ہوں گے۔“
”اگر اس نے وہاں نہیں پہنچ رکھتے تھے... تو انکھی نشان
ہوں گے۔“

ایسے میں خان رحمان تیزی سے ایک ست میں بڑھتے... اور پھر
ان کے منڈ سے بچنے کلکی۔

میں سے کوئی کسی قد رژی ہی بھی ہوا ہے... اگرچہ معمولی سا۔“
”واقعی جیشید... خون بالکل تازہ ہے۔“

”اس کا مطلب ہے... وہ یہاں سے کچھ دیر پہلے لے جائے گے ہیں۔“

”یہ تم کیسے کہ سکتے ہو جیشید کے انہیں یہاں سے لے جایا گی
ہے... کیا انہوں اخوا کرنے والے کو یہاں سے لے گئے ہوں۔“

”اس سورت میں انخوا کرنے والا اہم سے رابطہ نہ کرتا...
اسے لے کر کم رکھنے۔“ اپنے جیشید سکرانے۔

”اوہ ہاں... پہنچ گی ہے... لیکن اب... اب تم کیا کرو گے۔“

”اب ذرا غور کرو... اگر انخوا کرنے والا اکیلا تھا... تو یہاں
ان کی کارکوں نہیں ہے... ایک آدمی دو کاریں تو چھالاں سکتا۔“

”اوہ... یہ بات واقعی قابل غور ہے۔“ خان رحمان نے چونک
کر کیا۔

”یا پھر انخوا کرنے والے کے ساتھ کوئی اور بھی تھا... ان کی کار
کو وہ چلا کر لے گیا یہاں سے۔“

”اوہ ہاں! اس بات کا امکان ہے۔“
”لیکن...“ اپنے جیشید لیکن کہ کر کے گئے۔

”اب تم ہمیں ستارے ہو جیشید... اور وقت بھی شائع کر رہے
ہو۔“

”نہیں... میں لیکن کے بعد کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا... وہ کی

وستک

فرزان اس کے انداز کو دیا پار کیہے بھی شی... الہذا پہلے سے بالکل
چار تھی... جوئی اس نے اس تھیں... دوز میں پر گری اور اس کی طرف
لڑھکتی... اور اس طرح دوسرے اس کی لڑتے سے ہل ہال تھی... لیکن
دوسرے کی خوف فرزان کے لیے خون ک تھا... جب اس کا مکا اسے اپنی ہدوڑی
کی طرف پوختا اندر آیا... وہ ابھی آگر گری ہی تھی، اس لیے اس کے
بیٹے کی کوئی کوشش نہ کر سکی... اور جوئی مکار کا، دوسرے پہل کروز میں پر ڈیم
ہو گئی... فوری طور پر اس میں انتہے کی سکت نہیں رہ گئی...
”خشن کم جہاں پاک...“ اس نے ہاتھ دیا اس طرح بھاڑے کو
ان پر گردک کئی ہوا ساتھ ہی وہ مسکرا یا بھی... اسی وقت محمود کی آواز گوئی
”ایسی بات نہیں۔“

”اوہوا! ابھی دم خم ہیں... حیرت ہے، کمال ہے... افسوس
ہے۔“ اس لے دا قی جہاں ہو کر کھلا۔
”چلو! ہم نے تمہیں حیرت میں تو؛ ال دیا، یہ ہماری پہلی بُجھ
ہے۔“

”پہلی اور آخری کہو... اس سے زیادہ پچھہ حاصل نہیں کر سکے

گے... یعنی اس جگ کے صلے میں تمہیں بھری ایک حرمت ہی مل سکے گی
اور یہ کچھ نہیں۔“

”ابھی دو دو ہکا دو دو ہک اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔“ محمود گویا تم
خوبکر آگے آ گیا... اس پاروہ پوری طرح ہوشیار تھا اور اس سے اتنے
فاسطے پر آ کر رک گیا تھا کہ وہ اپنی لات اس تھک نہ کھلانا سکے۔
اس کے انداز لو کر دیکھ کر وہ طرز تھی... انداز میں مسکرا یا۔

”گویا تمہارا خیال ہے... میں بس ناٹگ تھما نے کامہر ہوں...
کس اور طریقے سے تو گویا لا ہی نہیں سکا... لیکن تمہارا خیال ہو نیصد عالم
ہے... میں ایک سو ایک طریقوں کامہر ہوں... اور میں نے تم پر ابھی پہلا
طریقہ آزمایا ہے... جو ہمیرے نزدیک سب سے کم خطر ہاک ہے۔“
”ہم الی با توں سے ڈرتے نہیں... آپ اپنے تیر آزمائیں...
ہم ابجاہتر آزمائیں گے۔“ محمود پر سکون آواز میں منکرا یا۔
”خوش ہوئی محمود۔“ اس نے فاروقی کی آواز سنی۔

”آہ... تو اب دوسرا بھی لڑتے کے لیے پرتوں چکا ہے۔“
”بے در کا کیا ہے... وہ تو ہم تو لئے تھی رہتے ہیں... اس وقت تھے
ہم آپ کو آنے وال کا بھاؤ تھا نے کی کوشش کریں گے۔“
”۲۳۰... بلکہ تم دونوں ایک ساتھ آ جاؤ گی... کچھ پار پار
کوشش کروں میں۔“

”ضرور کیوں نہیں... میں آ رہا ہوں۔“ فاروقی لکھا را۔
”جب پھر میں روکر کیا کروں گی۔“ فرزان کی آواز بھری۔

تین سوں سے کرو گے... اور میجر کی لٹکے گا... ذہاک کے وہی تین پات، ویسے تو تم بھی میرے لئے ذہاک کے تین پات سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

ان افالوں کے ساتھ ہی اس نے ایک اوپری چلا گئی لگائی... اور وہ تینوں اس پر حمل کرنے کے لیے اچھے... نتیجہ یہ کہ وہ ان سے اوپر نکل گیا... تینوں پوری قوت سے آپس میں مگرائے، ان کی جنگیں کل کئی... اور وہ بڑی طرح گرفتے... ساتھ ہی وہ ان پر گرا اور انہیں ایک ایک ہاتھ درسید کر دیا... اس ایک ایک ہاتھ میں یہ چاٹے کیا تھا... ان کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا کیا... دنیا انہیں گھوٹتی نظر آئی... اور پھر انہیں کچھ ہوش ترنا... ہوش آیا تو وہ ایک گرفتے میں تھے... ان کا جوز بوز دکھر دھا اور جو گئی انہوں نے حرکت کرنے کی کوشش کی... ان کی پنجیں ایک بار پھر بلند ہو گئیں...

"کیوں جیخ رہے ہو دوستو... یہی بات ہے... اجھے پچھل کی طرح لیئے رہو... میں نے تمہارے والد کو ایک عدو پیش کر دی ہے۔"
"پیش کیا... کیا مطلب؟" وہ جو لگئے۔

"تمن کھنے کا وقت دیا ہے میں نے انہیں... کر دو کوشش کر لیں... مجھکے بھی جائیں اور اپنے بیجوں کو چھڑایں... ورنہ پھر ان کی لاشیں ملیں گی... گویا ان کے پاس اوز تھمارے پاس صرف تمن کھنے ہیں... اور میں جو کہہ دیا کرتا ہوں... وہ کر کے رہا کرتا ہوں۔"

آپ اخوند ہیں... کجا جاتے ہیں۔"

۱۵ **۱۶** **۱۷**
دنیوں نے اسے بھی اٹھ کر کیا... اگرچہ اس کے پڑے پر
اکائف کے آنار تھے۔

”نمیں فرزان... تمہیں ابھی آرام کی ضرورت ہے... آج
اور آج رام کرلو... جب تک تم اسے الجھائیں۔“

"ہا بہا... تم اور مجھے الجھوڑے گے... اسے میاں چاؤ۔" اس
لئے انہی کے اعداؤ میں کہا۔

اپنے میں فرزانہ بھی آگئے آگئی۔
۱۰۷ کیپ تبریزہ۔ ۱۰۷ جمود بولا۔ ۱۰۸

"ہاں کل نہیں۔" فرزاد اور فاروق نے ایک ساتھ کہا۔
"ایک سوچ ہے تیسیں لا لو... مجھ سے پارٹیس پاس کو گے۔"

کر کر ”یا اتنےجاوارے تم نے کہاں سے لے گئے ہے۔“
”بس... تم ہی سے لے گئے تھے۔“

لیکن ہمارا آمنا سامنا توزع بندگی میں پھیل پا رہا ہے۔ ”فرزاد

"لکھن میں تمہارے سیاہ کار ناموں کو خور سے پڑھتا ہوں۔"
ل آئے کیا کہا۔ سیاہ کار نے۔ "خاروق جعل اخفا۔

”ہاں تھا اور کیا... جو راتم کی دنیا کے لیے تو سیاہ کارنا میں تھا
کھا میں گے، روشن ہوں گے تمہارے لیے۔“

”اوے... اب آپ اپنا فیں آزمائیں۔“
”لیکھو... میں تمیرے ایک سوت سے حملہ کر رہا ہوں... جب کہ

اس نے آپ سے رابطہ کیا... لہذا آپ دہلی کے اور گوگی جھنگر کو قتل پلاک کر دیا۔

"اور اس کے ساتھ چھیدی کالا کو بھی... وہ اتفاق سے اس وقت دہلی تھا... لہذا اسے بھی نہ کانے لگا تا پڑا... ورنہ مجھے اس کے سر کی قیمت نہیں ملی تھی... اسے مفت میں مارنا پڑا... اس کا مجھے افسوس ہے... خیر میں اس نام معلوم آدمی سے اس کی موت کی قیمت بھی وصول کریاں گا۔"

"اس کا نام کیا ہے۔" فرزاد بیوی۔

"واہ... بیکی تو بتارہ ہوں... میں اپنے ہائل کا نام نہیں بتتا۔ چاہے کچھ ہو جائے۔"

ایسے میں دروازے کی ٹھنڈی بھی... اس کے پھرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا... جیسے اس وقت کسی کے آنے کی امید نہیں تھی۔

"اس وقت کوں آ گیا۔" اس کے منترے نکلا۔

"ہمیں کیا معلوم... یہ کمر آپ کا ہے... دروازہ آپ کا ہے... محمود نے منہ نہیا۔"

"اوہو... میں تم سے نہیں پہنچ رہا... ایک منٹ پھر وہ... میں بھی آتا ہوں۔"

"جائیے جائیے..."

"اور ہاں! حق سے آواز نکالنا چاہو تو یہ شوق بھی پورا کر لو... آنے والے کو تھماری آوازیں ہرگز نہیں سنائی دیں گی۔"

"لیکن ہمیں کیوں آواز سنائی دی ہے... اس کی دستک کی۔"

"کچھ بھی تباہتا... میں نے گوگی جھنگر اور چھیدی کالا کی موت کی قیمت وصول کی تھی... کوئی فوری طور پر انہیں موت کے گھاٹ اتردا پا بنتا تھا... سو میں نے قیمت لے لی اور دو توں کو نہ کانے لگا دیا... لیکن اس نے ایک شرط رکھی تھی... یہ کہ پولیس اس بحکم کسی صورت نہ پہنچے۔ میں نے یہ دھوکی بھی کیا تھا کہ ایسا نہیں ہو گا... اس کا ہام پولیس کو نہیں بتاؤں گا۔"

"لک... کیا مطلب... کیا اس نے خود کو آپ سے چھپا نہیں تھا۔"

"جو خود کو مجھ سے پھپا کر کام کردا تھا ہے... میں اس کا کام نہیں کرتا... ہاں یہ اعلان کر دیا کرتا ہوں... میں مرتا مر جاؤں گا... پولیس کو اس کا نام نہیں بتاؤں گا... اور نہ آج بحکم میں نے کسی کا نام بتایا... نہ ایسے لوگوں کو بھی بلیک میل کیا... میں ایک بارہ ہی پیسے وصول کر لیتا ہوں... پھر اس سے کوئی فرض نہیں رکھتا... نہ اس کا نام کسی کو بتا ہوں... یہ میں سمجھ رہا اصل... جو انہم کی دنیا جانتی ہے... کو کڑا پے الفاظ کا لکھتا ہے... ان سے پھر نہیں سکتا... لہذا لوگ بے غصہ ہو کر مجھ سے کام کرواتے ہیں... میں ان کے دشمنوں یا مخالفوں کو بہت صفائی سے ختم کرتا ہوں... تم اس کا تجربہ کرنی پڑے ہو۔"

"جب تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نام معلوم آدمی نے پیسے گوگی بھنگ کے ذریعے گوہاٹی کو قتل کروا لیا اور جب اس نے دیکھا ہم گوگی جھنگر کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اسے خوف محسوس ہوا... تم اس کا نام معلوم کر لیں تو

"فلزن کرو... اگر اس نے واقعی ابا جان کو تھن کھٹے کا وقت دیا
ہے... تو وہ ہم سکھ ضرور بخچیں گے انش اللہ۔"

"ان شاء اللہ۔" دنوں ہو لے۔

"اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ ہم اصل قاتل سے ابھی دور
ہیں۔"

"ہوں! یہ تو صرف کارے کا قاتل ہے... لیکن ہمیں فلمزد
ہونے کی ضرورت نہیں... اس نے اقرار کیا ہے کہ اصل قاتل کا یہ نام جانتا
ہے... لہذا ہم اس سے اگدالیں گے۔"

"جب پھر ہم مل کر دعا کرتے ہیں... ابا جان ہم تک ملتے
جائیں۔"

"ہاں بالکل... آذ دعا کریں۔"

تینوں دعا کرنے لگے... جلد ہی کوکڑ دو اپنے آگیا...
کوئی... کون تھا؟"

"ایک اور مولک... سوداٹے کرنے آیا تھا۔"

"جب..."

"میں نے اس سے کہہ دیا... میں ایک وقت میں ایک کیس پر
کام کر لے کا گاہوی ہوں... جب تک موجودہ کام سے فارغ نہیں ہو جاتا۔
دوسرا کام نہیں کرتا... لہذا وہ ایک آوہ دن بخدر ابیط کرے گا۔"

"اس نے اپنا کیا نام بتایا... اور وہ کے قتل کروانا چاہتا ہے۔"

"ابھی رہ میں نے اس کا نام پوچھا... نہ کام... جب میں اس

"اس کمرے کی آوازیں پر بخوبی پا سکیں گی... باہر کی آوازیں
ضرور سنی جاتی ہیں... لہذا تم آنے والے سی بائیس بخوبی سن سکو گے... اور
اگر وہ اسکلپر جیشید ہوئے تو خوب ہو ا جائے گا... تمہاری حالت اس وقت
دیکھتے کے چالی ہو گی... خود ہی بھاں ہیکی جانے کے باوجود تم سکھ نہیں پہنچ
سکتیں گے... تم ان کی آوازیں سنو گے... لیکن انہیں اپنی آواز نہیں
سما سکتے گے... اس وقت کس قدر بالتفہ آئے گا... میں بیان نہیں کر سکتا۔"

"آپ سے بخوبی بہت کہتے ہیں... میرا مطلب ہے... اپنی
ڈینگیں خوب مارتے ہیں... اول ڈینگیں مارتے ہاں اپنے اونٹ اور حمل منہ
ہوتے ہی نہیں۔"

"اسی کوئی بات نہیں... میں ڈینگوں کے باوجود حمل منہ
ہوں... میرا اصل یہ ہے پا کرتا تھا... میرا بھی تم سے بھی آمنا حاصل
ہو... تاکہ میں ڈینگیں پا سکوں... میرا دنیا میں ایک تھا کہ کراکیں موجود
ہے... لہذا تمہارے کس ٹھیک کی طالی ہے۔"

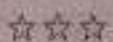
ایک وقت تھی پھر بجا تھی... لیکن اس کھنثی کی آواز کو سن کر ان
پر جوش نہیں طاری ہوا تھا... کیونکہ انہوں نے جانا پیچا نہیں چل دیا۔

"اچھا... تم سے پھر آ کر بات کرتا ہوں۔"

~~کھنٹا~~ کمرے سے نکل گیا... انہوں نے ایک بار بھرا پے جسموں کو
حرکت دینے کی کوشش کی لیکن حرکت نہ دے سکے... شدید تکلیف کا
احساس ہوا۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے۔" فاروق بزرگ ایسا۔

ایک بار پھر بچھا... اس کے پیغمبر سے پہ جھرت دوزگی... ادھروہ تینوں
پڑنکھ اٹھے... امداز جانا پیچنا تھا... اس نے انہیں چوچ لئے دیکھ لیا۔
”کیوں... کیا یہ امداز تمہارے والد کا ہے۔“
”نمیں... ان کا نہیں۔ فرزات نے کہا۔
”جب پھر اس کا ہے... ایسا کون آیا ہے۔“ وہ بڑا یا۔
”کیا یہاں آپ کا کوئی ملازم یا ملازمت نہیں ہے۔“ محمود نے
پوچھا۔
”نمیں... میں اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں پاں۔ ملازم یا غادم
ہم ایسے لوگوں کے لئے سوت کا پیغام ہوتے ہیں... مطلب یہ کہ ہم میسے
لوگوں کے ذریعے پکلاے جاتے ہیں... میں ابھی آیا۔“
”یہ کہہ کر وہ پلا گیا... ایسے میں فرزات نے دبی آمداز میں کہا
”یہ امداز کس کا تھا بھائی؟“
”جانا پیچنا ضرور تھا... لیکن یا وہیں آ رہا۔“
”خور کرو... خور...“ فرزات بے تباہ بولی۔
وہ سوچ میں قہب لے... پھر فرزات نے وہ سے اچھی... اس کی
آنکھوں میں جھرت دوزگی۔
”م... نہیں... جان گیا ہوں... وحک کس نے دی ہے۔“



کے کام کے لیے تیار ہوں گا... اس وقت بات کروں گا... ویسے تھا بہت
مالدار... کمراؤ کم میں لاکھ کی کار میں چینگر آیا تھا...“ اس نے برا سا
منہ بنا لیا۔
”اس کا حلیہ یا تھا۔“
”اڑے اڑے... تمہیں اس سے کیا... تم اپنے بارے میں
خور کرو۔“ اس نے منہ بنا لیا۔
”نمیں اس سے بچا رہے سے دلچسپی ہے... ہے وہ قتل کرو
پا رہتا ہے۔“
”جب تم مجھ سے اس کا نام معلوم نہیں کر سکو گے... اور ابھی خود
مجھے مسلم نہیں ہے... چند دن بعد جب وہ آئے گا... جب وہیں کے۔“
”اب وہ آیا۔“ فرزان مسکرائی۔
”یہ کیا بات ہوئی... اب وہ نہ آیا۔“
”اگر وہ یہاں آیا تو آپ کون سا یہاں ہوں گے۔“ محمود بولا۔
”اور میں کہاں ہوں گا۔“
”ہمارے قبضے میں... اختیان گاہ میں۔“
”کویا تم لوگ مجھے کر فتا کرلو گے۔“ وہ نہ۔
”ہمارا مطلب ہے... ہمارے والد آپ تک ضرور تھیں
گے۔“
”وہ کیجا جائے گا۔“
یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑا... ایسے میں دروازے کی گھنٹی

نوٹ بک

بھاڑیوں میں ایک لاش موجود تھی... اس کے سینے میں ایک قبر
پیوس تھا اور ایک کانہ اس کی قریب پر چپکا دیا گیا تھا، کانہ پر لکھا تھا، اس پر
بھیشید کے لئے تھے... لاش کا چہرہ حدود بیتے خوفناک ہو چکا تھا... کونکہ
نک کان و فیرہ کاٹ دیے گئے تھے۔

خان رحمان کی چیخ سن کر اپنے بھیشید اور پروفیسر داؤد بھی اس
طرف دوڑ پڑے تھے اور اب وہ اس لاش کو آنکھیں چھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے
تھے:

"یہ... یہ کس کی لاش ہے بھیشید؟" مارے خوف کے خان
رحمان پڑے۔

"اس کا چہرہ بیگڑ دیا گیا ہے... دیکھ نہیں رہے خان رحمان،
نک اور کان کاٹ دیے گئے ہیں... گالوں سے بھی گوشہ نوچا گیا
ہے... ایسا لگتا ہے... قتل کرنے کے بعد قاتل یہاں کافی دیر موجود رہتا
ہے اور یہ کارروائی کرتا رہتا ہے اور اسے کسی حرم کا کوئی خوف نہیں تھا، یعنی
دیکھ لیے جانے کا اور پکڑ لیے جانے کا... دیے بھی یہ جگہ سرک سے کافی
دور ہے... اور جھاڑیاں بھی ہیں... اوہو... یہ... یہ کیا۔" اچانک وہ

چوک اٹھے۔

"اب کیا نظر آ گیا بھیشید۔" پروفیسر داؤد کا پتی آواز میں
پڑے۔

"ہاں! لاش کیا کم ہے نظر آنے کے لیے۔" خان رحمان نے منہ
بنایا۔

"یہ... بھرا مطلب ہے، اس شخص کو یہاں قتل نہیں کیا گیا۔"

"تب پھر... دو توں پڑے۔"

"کہیں اور... قتل کیا گیا... کارکی ڈگی میں رکھا گیا... مجموعہ
قاروں اور فرزان کو تعاقب کے پکڑ میں یہاں لا یا گیا... اور پھر یہاں ان
سے جگ کی گئی... جگ میں اس نے تینوں کو ٹکست دی... پھر لاش کو
یہاں رکھا... اب تینوں کو پہ ہوشی کی حالت میں کار میں ڈالا اور چلا
گیا۔"

"کیا کہہ رہے ہو بھیشید... دو تینوں ایک آدمی سے ٹکست کھا
گئے۔"

"ہاں! اس لیے کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے... کوئی خاص
نحو ہے۔"

پھر انہوں نے اکرام کی گاڑی کو آتے دیکھا... انہوں نے ہاتھ
کا اشارہ دیا... اکرام اور اس کے تحت سیدھے ہاں چلے آئے...

"ارے باپ رے... یہ خوفناک کام کس نے کیا۔" اکرام جی
انھا۔

اب اکرام نے بھی جو توں کے نشانات کے اس فرق پر تھوڑا
کیا... فان رحمان اور پروفسر داؤڈ نے بھی اس تجھے کو تھوڑت کیا... تھوڑے
نے سر برداشت دیا۔
”واقعی سر... آپ کامشاہدہ بہت زیادہ ہے... میں اس فرق کو
گھومنا نہ کر سکا۔“

”اور نہ احمد دیکھ سکے۔“

”جس کامشاہدہ بہت زیادہ تجھے ہوتا ہے... سراخ سارا دن ہوتا
ہے۔“ اسکلڈ جمیل نے کہا
”اور ہرے دنائی کے روکاروں میں ابی جرامم پیٹھنچ موجوہ
ہے... لیکن سر... وہ بہت قدر چاک ہے... اور آج تک اس کے خلاف
کوئی ثبوت حاصل نہیں آیا جا سکا۔“

”اس کا نام کیا ہے۔“ اسکلڈ جمیل نے زور انداز میں بولے۔
”نا نو پھوزا آئیے چیزوں... میساں یہ لوگ اپنا کام مل کر لیں
گے۔“

وہ اسی وقت بہت تجھی سے روانہ ہوئے... اب ان کے لیے
ایک ایک مشت تجھی ہو چلا تھا... دو تھنکے سے کم وقت رہ گیا تھا۔
ہانو پھوزا مستانِ بختی میں رہتا تھا اور انہیں وہاں تھنپنے میں اس
منک لگ گئے... پھر اکرام نے اس کے دروازے پر دستک دی... تو روا
در روازِ کھلا... پھر ایک تجھی آوازان کے کاغنوں سے تکرانی:
”کیا مطلب... آپ لوگ... آپ لوگوں کا یہاں کیا کام؟“

”قاصل نے۔“ اسکلڈ جمیل نے فوراً جواب دیا۔

”وہ جھینپ کیا... پھر وہ اور اس کے ماتحت اپنے کام میں
صریف ہو گئے۔ کافی دیر بعد اکرام تھکے تھے اور اونٹ ان کی طرف آیا۔
”لاش کی شکافتِ قیمتی ہو سکتی سر... اس کی الگیوں کے نشانات
ہمارے روکاروں میں نہیں ہیں... مجموعہ کی کار سے کسی کی الگیوں کے نشانات
جیسیں مل سکے۔“

”کوئی ہم ملک ملور پر ناکام ہیں۔“

”یہ نہیں کہ سلطنت سر... ہم تمام تھانوں سے رپورٹ لیں
کے... اس ٹھنڈی کے وارثوں میں آخر اس کی لشکری کی رپورٹ تو درج
کرائی اسی ہو گئی۔“

”باں ایسا ہے... لیکن اکرام ہمارے پاس وقت بہت کم
ہے... قاصل نے تمیں گھنٹے کی مہلت دی ہے... تم گھنٹے کو زور نے پر اگر، ہم
اس تک نہ پہنچ سکے تو وہ ان تینوں کو موت کے گھاٹ اٹا رہے گا... اور
ایک گھنٹے پہلے ہی گزر جانا ہے... کویا اب ہمارے پاس دو گھنٹے باقی ہیں
لہذا ہم اس لاٹی کے سماں کے قابل تھانوں کی کوشش نہیں کریں
گے... اس کی شکافت کام عالمہ تھمارے ذمے رہا... تم صرف یہ بتاؤ...
ایک پاڑوں پر خاص دباؤ دے کر کون سا جرامم پیٹھ چڑھے ہے... کیونکہ اس
تجھک پر نہیں نے جیروں کے جو نشانات دیکھے ہیں... ان میں باعثی جو تے
کے نشانات بالکل سا ف نہیں... جب کہ دوسریں جو تے کے نشانات بہت
زیادہ بلکہ ہیں... جیسے وہ دو ایساں جو ہائی نیچے کا ہائی نہیں۔“

”آپ سے صرف ایک سوال پوچھا جائے گا... اگر آپ سے
تل بخش جواب دے دی تو صحیح... وہ تبدیل آپ کو ہمارے ساتھ پوچھیں
انجمن پڑھنا ہو گا۔“

”کسی جرم کے بغیر؟“ اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں
کہا... ویسے وہ کافی خوفناک سماں آدمی تھا...
”نہیں... پہلے جرم کی تحریت ہتھی جائے گی۔“

”لیکن میں نے کوئی جرم کیا ہی نہیں... کیا ہے تو شوہت پھیل
گریں۔“

”میں نے کہا نا... آپ صرف ایک سوال کا جواب دے
دیں۔“

”بہاں پوچھیں۔“ اس نے بھرپوری کے انداز میں کہا۔

”آپ آج شام پانچ بجے سے بیٹھے بیٹھے کہاں تھے۔“

”پانچ بجے سے بیٹھے بیٹھے تک... کیوں۔“ وہ پوچھتا۔

”آپ صرف سوال کا جواب دیں... وضاحت بعد میں
ہو گی۔“

”میں پانچ بجے سے بیٹھے بیٹھے تک... افسوس! میں نہیں
چاہکتا،“

”تب ہم آپ کو گرفتار کرتے ہیں... آپ کے جو توں کے
نشانات ایک داردات کے مقام سے ملے ہیں۔“ اکرام نے کہا۔

”میرے ان جو توں کے نشانات... ایسے جوتے تو عام ہیں...“

کوئی بازار سے خرید کر پہنچ سکتا ہے۔“

”لیکن ہر کوئی آپ کے انداز میں نہیں چل سکتا... آپ وہیں
پاؤں پر بہت زور دیتے ہیں.. اس طرح داسیں پاؤں کا نشان بہت صاف
ہتا ہے... اور بالائیں پاؤں کا نشان اسی قدر ہلاک ہتا ہے... گویا آپ اس
کو تو زمین پر ہلاکتے ہی نہیں... یقین نہیں تو چیزیں پہنچ کر دیکھ لیں۔“
”لیکن ایسے نشانات کا مطلب آپ نے یہ کس طرح کمال یا ک
وہ میرے ہیں۔“

”کیوں... کیا کوئی اور بھی اس طرح چلتا ہے۔“
”میرا مطلب ہے... اگر میں اس طرح چل ہوں تو کوئی اور بھی
اس طرح چل سکتا ہے۔“

”لیکن ہمارے ریکارڈ میں آپ ہی ایسے ہیں... لہذا آپ
ہمارے ساتھ چلیں۔“ اسکریپٹور نے زم آواز میں کہا۔

”میں نے کوئی جرم نہیں کیا... آج شام پانچ بجے سے بیٹھے بیٹھے
تک میں ہوٹل اسرار کی میز پر رہا ہوں... اور اس وقت کے گواہ بے شمار
لوگ ہیں... ہوٹل کا تمل بجھے بہت اچھی طرح جانتا ہے... آپ ان سے
پوچھ کتے ہیں۔“

”اگر عمل اچھی طرح آپ کو جانتا ہے... تب تو آپ انہیں سمجھا
سکتے ہیں کہ اگر آپ کے بارے میں یہ بچھا جائے کہ آپ پانچ بجے سے
بچھے بیٹھے تک وہاں رہے ہیں یا نہیں تو وہ کہدیں گے... کہ ہاں رہے
ہیں۔“

"محلے کوئی نے پکج نہیں سکھایا... نہ مجھے اس کی ضرورت تھی۔"

"ہمارے خیال میں ضرورت نہیں۔"

"آپ کی مرثی... آپ مجھے بس جرم میں پہنچا پا جئے

تھیں۔"

"قل کے جرم میں۔"

"ادے باپ، سے... اس قدر خوفناک باتیں تکریں۔"

" محمود، فاروق اور فرزانہ کہاں ہیں۔" اسکلار جیشید سرسری انداز میں بو لے۔

"کیا مطلب؟" وہ بڑی طرح پوٹا۔

انہوں نے غور سے اس کی طرف دیکھا... لیکن سمجھنے سعی کر دے ایکٹ کر رہا ہے... یادا تھی اسے معلوم نہیں ہے۔

"میں نے پوچھا ہے... محمود، فاروق اور فرزانہ کہاں ہیں۔"

"وہ آپ کے پیچے غائب ہیں... اور آپ انہیں سببے پاس سے ہر آدم کرنے آئے ہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں! اس لیے کہ جس جگہ سے آپ نے ان سے لڑائی کی... دہاں آپ کے بتوؤں کے شہادت موجود ہیں۔"

"پھر نشانات... میں بتاچکا ہوں کہ پائی چیز سے مجھے بچے تک میں ہوں اسرار میں رہا ہوں... اور مجھے ہباں کی آدمیوں نے دیکھا ہے... ہوں کی انتقامیہ مجھے اچھی طرح جانتی ہے۔"

"آج کے زمانے میں ایسا شہوت دینا کوئی مشکل نہیں۔" اسکلار

جیشید سکراتے۔

"کیا مطلب؟" وہ پوچھتا۔

"آپ کو یہ جرم کرنا تھا... لیکن ان تینوں کو اخونا کرنے کا جرم... آپ کو اطلاع میل کر دوہ تینوں جیل تک گئے تھیں، آپ باہر بیٹھ کے... " "میں بتاچکا ہوں، میں ہوں اسرار۔"

"ہاں ہاں اہمara ہا ہوں... زیادہ بے چکن نہ ہوں... آپ نے اپنے ایک ماتحت کو اپنے میک آپ میں ہوں اسرار بھیج دیا... ۳ کدوہ لوگ وہاں آپ کی موجودگی کی گواہی دے سکیں... اور خود تیل کے باہر بھی گئے... ان کا تعاقب کیا... جگل میں پہنچے اور وہاں ان سے جگ کی... اس طرح آپ نے انہیں اخونا کیا... اور ہمارے لیے... لیکن اسیں الجھانے کے لیے ایک نامعلوم لاش پہنچا۔"

"ارے ہاپ رے... اب آپ ایک عدد لاش... وہ بھی نامعلوم لاش در میان میں لے آئے۔"

"ہاں! اس لیے کہیں ہوا ہے... میکن یہ کیا ہے۔"

"خبر... اگر لئی بات ہے... آپ کو شہوت تو دینا ہو گا۔"

"آپ کے جو توں کے نشانات۔"

"کیا وہ کافی شہوت ہے؟"

"اس شہوت کا ساتھ دینے والے اور شہوت اہم اب تلاش کریں

گے... آپ کی کار کیاں ہے۔"

"کار... اور اچھا... آئیے... گیراں میں کھڑی ہے۔" اس

نے پر سکون انداز میں کہا۔

وہ اسے ساتھ لیے گیرانج میں آئے... کار کا اچھی طرح جائز
لیا، پھر اس سے بولے:

"ذر اس کی ذکر کیوں؟"

"ذکر کیوں... ذکر دیکھنے کی ضرورت پیش آگئی۔"

"ثبوت جو جواہر کرہ تھہرا۔"

"اوہ اپھا۔" اس نے کہا اور ذکر کی کھول دی۔

انہوں نے دیکھا... ذکر بالکل صاف تھی... ایسے آڑ رہا بالکل
ٹھیں تھے کہ اس میں کوئی لاش رکھ کر جگل سمجھ لے جایا گیا ہو... لیکن اس
سقائی بہت زیاد نظر آرہی تھی۔

"آپ اس کی سقائی پکھنے زیادہ اپھی طرح کرواتے ہیں۔"
اس پر جمیل نے ہٹری انداز میں کہا۔

"اں لیے کہ میں سقائی پسند انسان ہوں... آپ میرے گھر
تک گھوم پھر کر دیکھ لیں... آپ کو ہر طرف منماں نظر آئے گی۔"

"ہوں... بھی اکرام... ہم فی الحال وہیں گرفتار نہیں
گر سکتے... اں لیے کہ ہمارے پاس ثبوت ناکافی ہے اور ہر یہ کوئی ثبوت
میں مل نہیں سکا... بیڈا آؤ چلیں۔"

"بہت بہتر سر... لیکن میرا خیال تھا... انہیں کمرہ امتحان میں
لے پہنچتے ہیں... وہاں یہ حضرت خود بخواہیں دیں گے۔"

"میں... ہم ایسا نہیں کریں گے... آؤ۔"

وہ پاہر تک آئے... پھر وہاں سے رخصت ہونے سے پہلے
انہوں نے اکرام کو چند ہدایات دیں... اکرام نے اپنے ماتھوں کو فون پر
ہدایات دیں... ایک مناسب جگہ پہنچ کر وہ ماتھوں کے پہنچ کا انتقال کرتے
رہے... اس دوران اکرام شہر کے تھانوں کو باری باری فون کرتا رہا...
آخر ایک تھانے کے انعامارن نے تباہ کہ اس کے ہاں ایک شخص کی گشادگی
کی روپورٹ درج کرائی تھی ہے...
جلد ہی اکرام کے ماتحت وہاں پہنچ گئے...

"وہ اس طرف تا تو پھوڑے کا مکان ہے۔"

"یہ سر... ہم جانتے ہیں۔" وہ ایک ساتھ ہے۔

"اس کے گھر کی اور اس کی مکمل سحر ادائی کی جائے... اگر وہ کہیں
ہائے تو تعاقب نہایت احتیاط سے لیا جائے... کوئی اس سے ملنے کے
لیے آئے تو اس کا بھی پورا خیال رکھا جائے... اور ہاں فون نیپ کیا
جائے... یہی سے بات کرے یا کوئی اس سے بات کرے۔"

"آپ غلط نہ کریں سر۔"

"آئیے سر... چلیں... ذرا ریکا چس کون شریف انسان اپنے
گھر سے غائب ہے۔"

وہ اس تھانے پہنچے... روپورٹ کو خور سے پڑھا... اس ملاٹے کا
ایک شخص شام اقبال عابد تھا... تین دن پہلے اس کی گشادگی کی روپورٹ
درج کرائی تھی... شاہد اقبال کے گھر کا پانوث کر کے وہہ بہاں سے تک
آئے... اور سید ہے اس کے گھر پہنچ... وہاں اس کے بھائی سے ملاقات

”کچھ نہیں... ان کا بیان ہے... وہ اپنی ذیعی پوری کرنے کے بعد معقول کے مطابق ہبھال سے گھر کے لئے رخصت ہو گیا تھا... لہذا انہیں بالکل کچھ معلوم نہیں۔“

”وہ کس شیجے میں ملازم ہیں اور کیا لگھے ہوئے ہیں۔“

”وارڈ باؤنے کے طور پر ملازم ہیں... شعبہ سر جوڑی۔“

”اُس شیجے کا انجارج کون ہے؟“

”اکٹر خالد نوری۔“

”میری۔“ وہ بے لے۔

ای وقت وہ ہبھال پہنچے... لیکن ڈاکٹر نوری صاحب کی ذیعی معلوم نہیں تھی اور وہ گھر جا پکھے تھے... انہوں نے اس کے مگے سے چاہ پر کچھ کرنے کا فیصلہ کیا... ہبھال کے پرمندش کے ذریعے انہوں نے غالداری کے عملے کو بلوایا... ان میں نریں وغیرہ تھیں۔

”ہم شاہد اقبال کے بارے میں جانتا چاہتے ہیں... آپ لوگ بو بھیتاں ہیں۔“

”شاہد اقبال ہمارے وارڈ باؤنے ہیں... بہت اچھے... بہت نیک... ہم تو خود حیران ہیں... وہ کہاں چلے گئے... کیسے غائب ہو گئے... یاد کہاں ہیں... یہیں کچھ بھی معلوم نہیں۔“

”ان کا بیان کسی سے کوئی خاص طبق ہے... یاد ہنی...“

”بھی بیان اور یہ مرے بہت دوست ہیں۔“ ایک ملازم نے بتایا۔

”آپ کا نام... اور کام؟“

ہوئی۔ وہ اور گھر کے دوسرے افراد بہت پریشان تھے۔

”ہم شاہد اقبال کے سلطے میں آئے ہیں۔“

”آئے تشریف رکھیے۔“ اس کا بھائی انہیں ڈرائیکرٹ میں لے آیا...“

”شاہد اقبال کب سے ناہب ہیں، تفصیل بتائیں۔“

”وہ سول ہبھال میں ملازم ہیں... تین دن پہلے ذیعی پر گئے... ذیعی سے لوٹ کر آئے کا وقت ہو گیا... لیکن وہ نہ آئے،“ ہم اور ہم عزیزوں، دوستوں سے ہما کیا... کی کو ان کے بارے میں کہ معلوم نہیں تھا... آخر ہم نے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرادی... تین دن اگر کے ہیں... پولیس اسی تکمیل کر گئیں... اور ہم بھی انہیں ٹھاٹ کر کے تھک پکھے ہیں۔“

”آپ لوگوں سے ہبھال میں ہما کیا۔“

”ان کا کہنا ہے... وہ اپنی ذیعی ختم کر کے بیہاں سے چلے گئے۔“

”ہوں... ڈپھا۔“

یہ کہہ کر ایکم جمیل نے پولیس اسٹیشن کے ہمراہ ملائے... انجارج کی آواز من کر گئے۔

”آپ نے شاہد اقبال کے سلطے ہبھال والوں سے پوچھا۔“

”بیان ایسا لکل کوچھا۔“

”تب پھر کیا معلوم ہوا؟“

"میں آپ نیشن چیز میں معادن کے طور پر ڈاکٹر خالد نوری
صاحب کے ساتھ ہو جاؤں۔"

"اوواچھا... آپ نیں شاہد اقبال کے بارے میں کچھ بتائے
ہیں۔"

"لبس بھی کہ وہ ایک بہترین روست ہے..."

"اس کے علاوہ... اطوار... پلند... ناپلند..."

"اے اپنے طف سے بہت محبت ہے... ملک، شہروں سے بہت
لذت کرتا ہے... جرام پیشہ اگون سے بھی، بہت لذت کرتا ہے.. زیادہ تو
وہ ان لوگوں سے اپنی لذت ہی ظاہر کرتا رہتا ہے... مجھ سے اکثر وہ اسی
حشم کی باتیں کیا کرتا تھا..."

"جس روز وہ غائب ہوئے، کیا وہ کچھ پر بیشان تھے...
گلمند تھے... یا تمہارے ہوئے تو نہیں تھے..."

"میرا خیال ہے... وہ پر بیشان تھے... گلمند اور بے جان
تھے... اور میں نے ان سے بھتی کی وجہ پوچھی تھی، لیکن وہ سکرا کر جال
گئے تھے... پوچھی نہیں تھا یا تھا..."

"آپ کو پختہ بیخیں ہے... وہ پر بیشان تھے... گلمند تھے..."

"ہاں جتنا ب... لیکن وہ اسی روز پر بیشان نظر آئے تھے..."

"جب وہ صحیح گھرست آئے تھے... تو کیا اس وقت بھی پر بیشان
نظر آئے تھے..."

"نہیں... اس وقت بالکل پر سکون، خوش باش تھے... لیکن

جب ہسپتال سے جا رہے تھے، اس وقت گلمند تھے۔"

"بہت خوب! آپ نے جیسی بہت بیخی بات بتائی۔"

"تج... بھی... نہیں تو... یہ بات بھلا قیمتی کیسے ہو گئی۔" اس
نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ ہمارا کام ہے... ہم جانتے ہیں... کون کی بات بیخی
ہے... اس روز کی اسی مصروفیات کے بارے میں بتائیں۔"

"وارڈ ہوائے کا کام ہوتا ہے... پورے وارڈ کے لیے جن جن
جیزوں کی ضرورت ہوتی ہے... ان کا دھیان رکھنا... جہاں جس چیز کی
ضرورت... پہنچتا ہے... مریضوں کا دھیال رکھنا... مریضوں کو کوئی مسئلہ
اُس کی اطلاع ڈاکٹر خالد نوری صاحب گو دینا۔"

"یہ اس دن کوئی ناص مسئلہ نہیں آیا تھا۔"

"نہیں۔" اس نے بتایا۔

"کی کسی مریض کی طبیعت اچانک خراب ہوئی تھی۔"

"نہیں... میرا خیال ہے:... اس دن کوئی ایسی بات بھی نہیں
ہوتی۔"

"اس دن کسی کا آپ نیشن ہوا تھا۔"

"آپ بیشان تو کمی ہوئے تھے جناب۔"

"ان کا ریکارڈ لے آئیں۔"

"بھی اچھا۔" اس نے کہا اور چلا گیا... جلدی وہ ایک رجسٹر
لے آیا... اس کو کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا اور بولا۔

کر پکا تھا۔
 جلدی وہ خالد نوری صاحب کے حلاستے بیٹھے تھے... وہ بغور
 اس کا چارزہ لے رہے تھے... انہوں نے محسوس کیا۔ وہ واقعی بہت اچھے
 انسان ہیں... وہ چوڑے تقد کے انسان تھے...
 آپ ہمیں شاہد اقبال کے بارے میں بحث کرتے تھے جیسے ہے۔
 ”میں تو وہ اس کے لیے بہت پریشان ہوں اور جیران ہوں،
 آپ کو کیا بتاؤں گا۔“
 ”تمن دن پہلے جب وہ غائب ہوا... اس دن آپ نے وہ
 آپ یعنی کیے تھے... تمن گروں کے، تمن بیٹ کے۔“
 ”ضرور کیے تھے۔“ وہ بدلے۔
 ”گروں کے آپ یعنی کنم کے تھے... گروے تبدیل کیے
 گئے تھے یا ان میں پھری وغیرہ تھی وہ نکالی گئی تھی۔“
 ”جی ہاں، پھر یون کے کیس تھے... تبدیلی کے لئے۔“
 ”آپ شاہد اقبال کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔“
 ”بہت ذمے دار، اچھا اور ایسا نہاد رہا زم ہے۔“
 ”ہے نہیں تھا، اسے کسی نے قتل کر دیا ہے۔“
 ”کیا... کی مطلوب؟“ وہ بڑی طرح اچھلا... ان کی نظریں
 اس پر جھی چھیں اور دو اندازہ لگاتے کی کوشش کر رہے تھے، وہ ایک لگتہ
 نہیں کر رہا... لیکن وہ کوئی اندازہ نہ لگا سکے... اب یا تو وہ بہت بڑا ادا کار
 تھا یا بچھرا قائمی اس کا اس جرم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

”اس روز یعنی آپ یعنی ہوئے تھے... تمن گروں کے... تم
 بیٹ کے...“
 ”یہ سب آپ یعنی ڈاکٹر خالد نوری نے کیے تھے۔“
 ”جی ہاں! ہمارے اس دارڈ کے انجام و عی ہیں... وہی
 آپ یعنی کرتے ہیں۔“
 ”ان کا پا گلہ مسوا دری... اگر امام تم ان جیسے مریخوں کے ہام ہے
 توٹ کرلو۔“
 ”بہتال کے چھپل طرف ہی ڈاکٹر حضرات کی رہائش کا ہیں
 ہیں... ان میں تیسری رہائش ڈاکٹر خالد نوری صاحب کی ہے۔“
 ”ڈاکٹر خالد نوری کیسے آؤ ہیں۔“
 ”بہت اچھے... نیس... ایماندار۔“
 ”ان کے ہمارے میں کبھی کوئی بات اتنے میں نہیں آئی۔“
 ”نہیں... بالکل نہیں۔“
 ”گروں کے تمن مریخوں کے آپ یعنی ہوئے تھے ۲۰۰۴ نومبر
 جشنیہ نے پوچھا۔
 ”ہاں جتاب بالکل۔“ اس نے کہا۔
 ”اچھا شکر یہ... ہم دو را خالد نوری صاحب سے بات کرتا پڑ
 کریں گے۔“
 ”آئیے گلہ دہاں تک لے پہلا ہوں۔“
 ”شکر یہ... دونوں بولے... اس وقت تک اکرام ہے نوٹ

"ہاں جتنا بیکی نے قتل کر دیا ہے اور ہم تو ہی کی ہواں میں ہیں... آپ ہماری معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔"

"میں اس کے بارے پہنچنا یاد نہیں جانتا۔"

"اچھا نہیں... آپ کا شکریہ۔"

وہ باہر کل آئے...

"اگر ام... میں گروں کے بیٹوں مریخیوں کو چیک کر ہوں گا... لیکن ان کا ایک ایک گروہ ہاں اک تو ہیں پائیں گے۔"

"اوہ... اوہ... کیا اس کا امکان ہو سکتا ہے ہر۔"

"ہاں! کیوں نہیں... آج کے دور میں یہ ایک بہت ہولناک کارہ بارہے۔" انہوں نے نظرت زدہ انداز میں کہا۔

پتے ان کے پاس تھے، ان کے پاس وقت اب بہت کم رو گیا... لیکن اسپکز جمیش نے ہمچڑیوں کی:

"تم ان بیٹوں کو ملنگی ہپتاں لے جا کر چیک کرالو... میں یہاں سے شاہد اقبال کے گمراہاتا ہوں... شاید کوئی سراغ فل ہائے۔"

"میں بھر۔"

اسی وقت دونوں دیاں سے روادہ ہو گئے... اسپکز جمیش نے شاہد اقبال کے دروازے پر دھک دی... ایک فوجوں ہاہر لگا:

"میں شاہد اقبال کے سلسلے میں آیا ہوں۔"

"حرست ہے۔" اس نے طریقہ انداز میں کہا۔

"کس بات پر حرست ہے آپ کو۔" انہوں نے پوچھا۔

"تن دن ہو گئے رپورٹ تکمیل کیے... کوئی بہانہ نہیں آیا۔"

آپ پہلے آدمی ہیں... یہ حال ہے آج کل پولیس کی کارروائیوں کا... میں پولیس افسوسن چکر لگا کر تھک چکا ہوں۔"

"آپ تھک کئے ہیں... ہمارے ہاں کی پولیس تیغیں کے سلطے میں کوئی کام نہیں کرتی... جس کے گھر میں کوئی واردات ہوتی ہے... میں اس سے اتنا پوچھ لیتے ہیں... آپ کو کسی پر تکڑتہ نہیں... اب گھر والوں کو جس کسی پر تکڑ ہوتا ہے وہاں پلٹا کر قاتے لے جاتے ہیں... اور سارے مار کر اس سے چار سے کوادھ مواد کر دیتے ہیں... جس پر کوئی تکڑ۔"

"یہ... یہ آپ کہہ رہے ہیں... جس پر کوادھ آپ کا تعلق پولیس

سے ہے۔"

"... تعلق ضرور ہے... لیکن یہاں ا شعبہ اور ہے... میں تھک سراغنسانی سے تعلق رکھتا ہوں اور نام ہے انپکڑ جیہید۔" وہ منکراتے۔

"اوہ... اوہ... یہ آپ ہیں... اب میں کہ سکتا ہوں... کہا!

یہاں ضرور مجھے مل جائے گا۔" وہاں سے غوشی کے اچھل چاہا۔

اس لمحے انہوں نے گھر ارجمند محسوس کیا کہ اب اس تو بوجان کو

کیسے تائیں یہ اس کے بھائی کو کسی بے رحم نے قتل کر دیا ہے۔

"آپ کو اسی وقت میرا ساتھ چلتا ہے... میں ایک اٹی ملی

ہے۔"

"کیا! نہیں۔" وہ چیخنا۔

"یہ ضروری نہیں کروہ آپ کے بھائی ہوں... لیکن اس کا امکان

بہر حال ہے۔"

"اف خدا... آپ تو میری جان نکالے دے رہے ہیں۔"

"آئیے آپ میرے ساتھ... وہ بولے۔

پھر وہ اس ساتھ لیے مردہ ہانے میں آئے... وہاں کامگران انہیں اس لاش تک لے آیا... جو بھگل سے ملی تھی... لاش پر سے کپڑا اہنیا گیا... تو جوان مارے خوف کے پیش اٹھا... آنکھوں میں دہشت نظر آئی۔

"یہ... یہ کس کی لاش ہے... ایسا کس بے رحم نے کیا ہے.. اس کا جہرہ ہاں کل بکار دیا کیا ہے۔"

"ہاں آپ اس کے کپڑے دیکھیں... ساتھ ہیج دیکھیں... اپنے بھائی کی کوئی ناس نشانی ہوتا اس کو پہنچ کریں۔"

"اوہ! اچھا۔"

اب وہ ایک ایک بیجن کو خود سے دیکھنے لگا... ساتھ ہیج دیز بڑا رہا

"یہ کپڑے تو جیس پہنچے ہوئے تھے... یہ کپڑے ہمارے گھر کے میں ہی نہیں، یہ ساتھ... یہ پاؤں... اورے کندھے پر یا بھرا ہواں... یہ... یہ گل تو میرے بھائی کے کندھے پر ہی ہے۔"

وہ کا اپنے گئے... تو یہ اس کے بھائی ہی کی لاش تھی...

"تب یہ شہر اقبال ہی کی لاش ہے۔"

"اف مالک!" تو جوان سر پکڑ کر بیٹھ گیا... پھر وہ اس کے روشنے

کی آواز وہ سنتے رہے... اس طرح کتنی منٹ گزر گئے... آخر اسکل جمیں
لے کھا:

"آئیے میرے ساتھ... میں پھر آپ کے لئے گھر چلانا ہے...
جلدی کریں... ورنہ قائل ہاتھ سے کھل جائے گا۔"

"قابل۔" اس کے مدد سے لکھا۔

"ہاں! کیا آپ کچھ بتائے ہیں... آپ کے بھائی کی کس سے
کوئی رخصی تو نہیں تھی... یا انہوں نے کوئی اس حرم کی بات تو نہیں بتائی
تھی۔"

"ہاں اوہ چند دن سے بہت پر بیٹھاں تھے... انہوں نے اپنی
نوٹ بک پر کچھ لکھا بھی تھا... میں نے پر بیٹھاں کی دب پر بھی تھی تو انہوں
نے میکی بتایا تھا کہ وہ نوٹ بک میں وجہ لگھ چکے ہیں... وہ اگر انہیں کچھ
ہو جائے تو نوٹ بک کو پہنچا لایا جائے... میں ان کی بات سن کر بہت
بیٹھاں ہو گیا تھا... میں نے اسی وقت نوٹ بک کو پہنچنے کی خواہش کی...
لیکن وہ انہوں نے مجھے نہیں دی... لیکن چھپا کر رکھ دی تھی۔"

"اوہ... پھر کشمکشی کے بعد؟"

"میں نے اس نوٹ بک کو بہت تلاش کیا... لیکن وہ مجھے نہیں مل
سکی۔"

"آپ نے پولیس کو یہ بات بتائی تھی۔"

"تھی ہاں! ان کر انہوں نے کہا تھا تو نجیک ہے... نوٹ بک مل
جائے تو جیس دکھائیے گا۔"

”آئے پہلیں... جلد کریں...“ وہ بے محنت ہو گئے۔

”اور یہ سیرے بھائی کی اش۔“

”یہ ہیں پہنچا دی جائے گی... ابھی تمہاری دیر تک۔“

وہ اسی لمحے کھڑ پہنچے... شاہد اقبال کے کمرے کی ایک یک چیز کو انہوں نے بفور دیکھنا شروع کیا... وہ اس نوٹ بک کے لیے شدید مہمیتی حصوی کر رہے تھے... لیکن نوٹ بک تھی کہ مخفی کا نام انہوں نے رہی تھی۔

”آپ اداگھر کے دھھوں میں بھی چیک کر لیں... کسی پہنچے نے اداگھر کر دی ہو۔“

”میں پورے کھر میں خلاش کر چکا ہوں۔“

”کیا ان تین دنوں کے دوران یہاں کوئی ان سے مخفی کے لیے آیا تھا۔“

”جن نہیں... کوئی نہیں آیا۔“

”تب پھر نوٹ بک کھر میں ہی نہیں ہو سکتی ہے۔“

یہ کہہ کر انہوں نے ایک ہار پھر کمرے کا چاہزوہ لیا۔

”خابا اس خیال سے کہ کہن آپ نوٹ بک نکال کر پڑھن لیں... انہوں نے اس کو کسی خاص جگہ یچھا دیا ہے۔“

”اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔“ اس نے پریشان ہو کر کہا۔

”اُرے... وہ رہی نوٹ بک۔“ انپکڑ جمیلہ چلا گئے۔

فاروق کی جیب

تمہوں بوجی میں وہ بے رہے، لیکن انہیں یاد نہ آ سکا کہ انہوں کس کا ہے... وہ کون غسل ہے جو اس سے مخفی کے لیے آیا ہے اور جس کا انہوں

ان کے لیے جانا پہچانا ہے...
آخر قدموں کی آخرستائی دی... پھر اس کی آواز انہوں نے

سنی:

”ایک ضروری کام آپرا ہے... الہدا میں چار بارہوں... اس دوران تم آزاد ہونے کی پوری پوری کوٹھی کر سکتے ہو... مخفی کوئی اعتماد نہیں۔“

”اچھی بات ہے۔“ محمود نے فوراً کہا۔

”لیکن میں بہت جلدی نوٹ آؤں کا... تین مخفی پورے ہونے سے پہلے... تاکہ اسکے جوشید سے نیا ہوا عذر پورا کر سکوں۔“

”کیا آپ بتا جیس سکتے... اب کون آیا ہے۔“

”ویسے میں اسی کے ساتھ بار بار بہوں۔“

”اچھی بات ہے۔“

انہوں نے اس کے جانے کی آواز سنی... پھر وہ حرکت میں

آگئے۔ پہلے اچھل کر کھرے ہوئے۔ پھر کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھا۔ آخوندو نے جوتے کی ایری میں سے چاقو نکالنے کے لیے ایری سر کالی۔ ۵۵ حکم سے رہ گئے۔ دہاں چاقو نہیں تھا۔ کویا اسے ان کے چاقو کے پارے میں معلوم تھا۔ اور جب وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ تو اسے چاقو نکال لیا تھا۔

”لئی بار کہا ہے۔۔۔ اب چاقو کی جگہ بھل ہو۔“ فرزانہ نے بھل کر کھا۔

”چکھ یاد نہیں۔“ محمود نے کھوئے کھوئے انہاڑیں کہا۔

”کیا یاد نہیں۔“ فرزانہ فرا ابوی۔

”یہ تم نے لئی ہاری بات کی ہے۔“ وہ مسکرا یا۔

”اب اس کمرے سے نکلا مشکل ہو گیا۔“ فرزانہ بڑا بڑا۔

”وہ کیون نہیں۔۔۔ جب تک میری جیب سلامت ہے۔۔۔ یہ پتہ مشکل کام نہیں۔“ فاروق بھا۔

”اوہ بہاں ایسے ہے۔۔۔ تو پھر انہاڑی جیب۔“

فاروق نے جیب الٹ دی۔۔۔ اس میں سے ان گلت چیزیں اُنکے کو فرش پر بکھر گئیں۔۔۔ فاروق نے جلدی جلدی ان چیزوں کو دیکھا۔۔۔ پھر اس کے پیڑے پر خوف بھیل گیا:

”من نہیں۔۔۔ نہیں۔“

”کیا من نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ کوئی بات تو ڈھنگ کی کی کرو۔“ فرزانہ نے براسناہت بنایا۔

”نہ پہل تاش نظر آ رہا ہے۔۔۔ نہ لاثی۔۔۔ اور نہ سخف۔“

”حد ہو گئی۔۔۔ یہ بخس آخ رہے کیا چیز۔۔۔ جن چیزوں کی مدد سے ہم اس کمرے سے نکل سکتے تھے۔۔۔ وہ سب اس نے نکال لیں۔۔۔ اور جن چیزوں کی مدد سے ہم نہیں نکل سکتے تھے۔۔۔ وہ اس نے رہتے دیں۔۔۔ نکال ہے۔۔۔“

”ہمارا اٹھن بہت بیاہ وہ چالاک ہے۔۔۔ ہم سے اور ہمارے کاموں سے بہت اچھی طرح واقف ہے۔۔۔“

”جب پھر۔۔۔ اب ہم کیا کریں گے۔۔۔ وہ تو آ کر اڑائے کا ہمارا مذاق۔۔۔“ فاروق کھرا کر رہا ہے۔۔۔

”اگر صرف مذاق اڑا جاتا تو ایک بات بھی تھی۔۔۔ وہ تو اڑائے گا ہماری گرد نہیں۔۔۔“

”ارے باپ رہت۔۔۔ انکی باتیں تکررو۔۔۔“ فرزانہ نے کاپ کر کھا۔

”بماں بائیں فرزانہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ تم کا کاپ رہت۔۔۔“

”اب ان بخات میں اور کیا کروں۔۔۔ کا پینے کے سوا نہیں اور پتھر نہیں۔۔۔“ اس نے مٹ بنا لایا۔

”عقل۔۔۔ ارے باپ رہت۔۔۔“ فاروق کہتے کہتے اچھل پڑا۔

”حد ہو گئی۔۔۔ بھی تم نے مدد سے صرف لفڑی عقل ہوا ہے۔۔۔ کوئی ساپ، پیکھوڑا کرتا لجھوڑغیرہ کا لفڑا نہیں بوا۔۔۔ اور صرف عقل کہ کر بچکھا جائے کی ضرورت دور و دور تک محضوں نہیں ہو رہی۔۔۔“ محمود نے بر

مان کر کیا۔

"تمہیں چیزیں محسوس ہو رہی۔" فاروق پت سے بولا۔

"کیا مطلب؟" دلوں پر چلے گے۔

"مطلب یہ کہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ بولھانے کی ضرورت ہے۔"

"اچھی بات ہے... پھر شوق سے بولھائے رہو... ہم کوئی اعز اض نہیں کریں گے۔"

"بھائی کوئی ڈھنگ کی بات کر لیئے دو... میرا وقت شائع نہ کرو۔" فاروق جل گیا۔

"اوہوا پھا... یہ بات ہے... کرو پھر ڈھنگ کی بات۔"

"اس نے ان چیزوں میں سے اپنے خیال کے مطابق، اسی تمام چیزوں کا لیں جن کی مدد سے ہم باہر انکل سکتے تھے... لیکن ایک چیز دو نظر انداز کر لیا۔"

"اے تو خدا کا شکر ادا کرو بھائی۔" فرزان خوش ہو گئی۔

"اور ساتھ میں یہ بھی بتاؤ... وہ ہے کیا چیز۔" محمود نے تھیر اک پوچھا۔

"لیکن اس میں تھیر اسے کیا ضرورت؟" فرزان نے اسے کھوڑا۔

"بھی کیا پتہ... فاروق صرف خدا کا شکر ادا کر کے رہ جائے۔" محمود بولا۔

"وہت تیرے کی۔" فرزان نے بھلا کر کہا۔

"ہاں فاروق جلدی بتاؤ۔" محمود نے فوراً کہا اور فرزان کو بہت چیز انہروں سے گھورا۔... جیسے کہہ رہا ہو... میرے تکیے کام پر ہاتھ ساف کر گئیں... خیر بیٹھ لوں گا تم سے۔"

"ان چیزوں میں اخیرہ گیا ہے، ان میں پڑوں موجود ہے۔" "اتنے سے پہل سے ہم کیا کام لے سکتے ہیں بھلا۔"

"ان چیزوں میں چند پلاسٹک کی چیزیں بھی ہیں۔" فاروق مسکرا یا۔

"وہر... ان سے کیا ہوتا ہے۔" محمود نے مت ہایا۔

"بہت کچھ ہوتا ہے... بلکہ یہ پچیس... ان سے کیا نہیں ہوتا۔" فاروق مسکرا یا۔

"چلو پھر پہلے یہ بتاؤ... ان سے کیا نہیں ہوتا۔" فرزان ہو گئی۔

"سد ہو گئی۔" فاروق جل گیا۔

"خود تھماری بات پر یہ کہا ہے... اس میں حد کہاں سے ہو گئی۔"

"بھی اس کا کیا ہے... وہ تو ہلتی ہی رہتی ہے۔"

"اچھا ہو پکھو ہو سکتا ہے... سکرگز رو... اگر وہ آگی تو ہمارا سارا کیا دھر ارکھا رہ جائے گا۔" فرزان نے جعلے کئے انداز میں کہا۔

فاروق نے پلاسٹک کی شیشیاں دروازے کے ساتھ لکا کر کے دیں... پھر ان پر پہلو انٹلیں دیا۔ تھوڑا سا پہلو لائم میں رہتے دیا... اب لائٹ کو آن کیا اور ان شیشیوں کو آگ کھادی... لائٹ بھی ان

شیشیوں کے ساتھ ہی رکھ دیا۔

شیشیاں دھڑا دھڑا بٹنے لگیں... اس بڑک دروازے نے بھی آگ پکڑی... انہر بھی ان کے ساتھ ہی بٹنے لگا... اس میں بچہ کچا پر دل تھا... اس نے بھی آگ پکڑی... چند لمحات سے بند دروازہ اس بجھتے جلتے لگا... اور جب پڑول ختم ہو گیا... شیشیاں اور لامپ مل کر راکھ ہو گئے تو انہوں نے دیکھا... دروازے میں اس بند سوراخ ہو گیا تھا اور اس جگہ دروازے کو آگ لگ پکھی... وہ آگ اس سوراخ کو پڑا کر دی تھی... دروازے کی لکڑی ایک توہی یہی باکل خلک ہوتی ہے... سونے پر سہاگہ یہ کہ اس پر رنگ روغن کیا ہوتا ہے... روغن تیل کی طرح جو ہے... اس لیے... لمحہ پر بند سوراخ ہو گئے لگا۔

"واہ فاروق! واہ!" گنود کے من سے نکلا۔

"میرے گنود میرے یہ فاروق نے اسی کے انداز میں کہا۔ فرزانہ برے برے منہ بنائے تھی۔

"شاید ہمیں یہی کامیابی سے جلن ہو رہی ہے۔"

"یہ بات ہمیں... جلن اس بات پر ہو رہی ہے کہ یہاں جب ہمروں کے گھے۔"

"اُسے تو تم بھی جیبوں میں ایک اوت پنجم چیزوں رکھ لیا کرو۔"

"شایاں... ہم سے جیبوں میں اتنی چیزوں نہیں رکھی جاتی۔"

"انکل منور علی خان سے ہی سبق سیکھ لوا... وہ بے چارے کتنا

وڑتی تھی لاہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔"

"وہ شہرے شکاری۔" گنود نے منہ بنا لیا۔

"یوس تو ہم بھی شکاری ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"انکل منور علی خان ہنگلی چانوروں کے شکاری ہیں... ہم شہری ہمروں سے۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ہے۔" فرزانہ مسکرا لی۔

انہوں نے دیکھا... سوراخ برا برا برا ہو رہا تھا... اور وہ گمراہ طینان محسوس کر رہے تھے... ایسے میں انہوں نے ہاہر کوئی کار رکن کی آواز سنی... جب وہ معلوم گھس کیا تھا... تو انہوں نے کار سنا رہ ہوئے کی آواز سنی تھی۔

"وہ... وہ آ گیا۔"

"اُسے باپ رے... وہ تو آ جے ہی بچا دے گا آگ کو... اور

سوراخ، بھی اسجا بڑا نہیں ہوا کہ ہم اس میں سے نکل سکیں۔"

"لیکن اب ہم اس کو ٹھوک تو رسید کر دی سکتے ہیں۔"

جنوں نے مل کر اللہ کا نام لیا... اور دروازے پر زور دا رکر دے

مار دی..."

مکر لگنے سے دروازہ چڑھا لیا... گویا ابھی دو تین مکریں اور مارنے کی ضرورت تھی... وہ دوسری مکر کی تیاری کر رہے تھے کہ دھمکی آواز سنائی دی۔

کوکڑ و

اپکلہ بھیشید جیزی سے آجے بڑے... کرے کی چھٹ کر یوں
کی تھی... نکوئی کامیاب تھا... اس ہمیر میں ہی وہ نوٹ بک موجود
تھی... انہوں نے ایک رکھ رکھے ہو کر وہ نوٹ بک اٹھانی۔

"کمال ہے... میں کوشش بے باہ بخوبی اس کو علاش نہ کر سکاں۔"
"آپ سرافر ساں نہیں ہیں۔" اپکلہ جیشید مسکرائے۔

اب وہ نوٹ بک کی طرف متوجہ ہوئے... جو نبی انہوں نے اس
کو کھولا، بہت زور سے اچھلے۔ ان کارنگ از گیا:

"اف مالک اور اس کے صفات چھاڑ کر لے گی۔"
"مگر... کیا نہیں۔" اس کا بھائی بیٹھا۔

"ہاں! اب اس میں صرف سادہ کاغذ باتی ہیں... مل لین۔"
"لین کیا جناب؟" وہ پریشان ہو کر بولा۔

"شاید بیہاں اس سے غلطی ہو گئی، کیا کوئی ملنے کے لیے آیا تھا۔
میرا مطلب ہے... شاہد اقبال کی گمشدگی کے بعد اور اسے آپ اس
کرے میں لائے تھے۔"

"مجھے کچھ معلوم نہیں... مگر کے افراد سے پوچھتا ہوں..."

شاید کوئی آیا ہو۔"

"جلدی پوچھیں پھر۔" انہوں نے بے تابا شہ ہو کر کہا۔

وہ اندر چلا گیا، جلدی اس کی واجہی ہوئی... اس کا رنگ بخیہ

تھا۔

"پولیس کی وردی میں کوئی آیا تھا... اس وقت میں گھر میں نہیں
تھا... عورتوں سے اس نے کب تھا کہ وہ نوٹ بک کو علاش کرنا چاہتا
ہے... اسے شاہد اقبال کے کمرے میں جانتے دیا جائے... عورتوں کو بھلا
کیا اختر ارض ہو سکتا تھا... انہوں نے کروکھول دیا۔"

"جب پھر وہی نوٹ بک میں سے کاغذ کاں لے گیا... ایک
مث۔"

انہوں نے متعلق تھے کو فون کیا... لیکن بہاں سے کسی کو نوٹ
بک کی علاش میں نہیں بیجا گیا تھا... اگر کوئی آیا ہوتا تو جوں بھی وہ پوری
نوٹ بک لے کر جاتا..."

"آپ کے گھر کی عورتیں اس کا ملیے تھا سکتی ہیں۔"

"تی میں پوچھتا ہوں۔"

وہ ایک بار پھر اندر چلا گیا... وہ اپس آکر اس نے بتایا:

"وہ کوئی لے لے قدم کا آدمی تھا... عورتیں اس سے زیادہ نہیں
ہوتیں... پر وہ کرتی ہیں تا۔"

"اچھی بات ہے... میں یہ نوٹ بک لے کر جارہا ہوں... لاش
بیہاں پہنچاؤں جائے گی... امید ہے... آپ کے بھائی کا قائل بہت

جلد پکڑا جائے گا۔"

"آپ کا شکر یہ... آپ نے اتنا تو کیا... پولیس والوں نے پنج بھی نہیں کیا تھا۔"

"ہاں! ہمارے ملک کی پولیس اس حرم کے کام کرنے کی کوشش نہیں کرتی... وہ روز یادہ تر مجرم تو بہت جلد پکڑے جاسکتے ہیں... اچھے... میں چلتا ہوں۔"

"وہ ہاں سے فوراً فتر پہنچے... تو ہمیں انہوں کو باکر نوت پک اس کے ہوا لے لیں۔"

"فوراً اس پر سے الگیوں کے نشانات اٹھائے جائیں... اور ریکارڈ میں چیک کیے جائیں۔"

"اوکے سر۔" توحید احمد فوراً بیوالا۔

"اکرام صاحب آئے یا نہیں۔"

"بھی نہیں۔" اس نے کہا اور کمرے سے نکل گی۔
انہوں نے گھر کی پر نظر ڈالی... پورے دو گھنٹے گز رپکے تھے...
کویا ایک گھنٹا باقی تھا۔ انہوں نے اکرام کے موپائل فونر بلے... جلد ہی اس کی آواز سنائی دی۔

"نہیں سر۔"

"کیا رپورٹ ہے...?"

"مریضوں کو چیک کیا جا رہا ہے سر... ان کا بیان ہے... ان کے گردے میں درد ہوا تھا... گردوں میں پتھری تھی... انہوں نے

گردوں کے آپ یہش کرائے تھے۔"

"بہت خوب... چینگی میں اب کتنا وقت لگے گا۔"

"صرف چند منٹ سر... ایک کو چیک کر چکے ہیں... دوسرے کو چیک کیا جا رہا ہے۔"

"اچھا ہیں انتہا کر دیا ہوں۔"

یہ کہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور کسی گھری سوچ میں اُوپ گئے... جلد ہی فون کی تھنی نج اٹھی۔

"حیرت انگین سر... تینوں کا ایک ایک گردوں کاں لایا گا ہے۔"

"اوہ... اوہ... فوراً ڈاکٹر خالد نوری کو اگر فقار کرو اکرام... میں وہیں آ رہا ہوں... آپ یہش قائل میں یہ درج نہیں ہے کہ ان مریضوں کا ایک ایک گردوں خراپ ہونے کی وجہ سے کاں ڈیا گیا ہے.. صرف یہ درج ہے کہ پتھریاں کاں ڈی گئی ہیں۔"

"بھی... بھی ہاں! سمجھی بات ہے۔"

"تب ڈاکٹر خالد نوری مجرم ہے... میں اس کے گھنٹے بھی رہا ہوں..."

"مریضیں آپ سے پہلے ہاں پہنچ رہا ہوں... اس لیے کہ میں بہت تزویہ کیوں ہوں۔"

"ہوں نجیک ہے۔"

ای وقت توحید احمد امدادی ہوا:

"توٹ کپ پر الگیوں کے نشانات مل گئے ہیں سر... وہ کوئی زو

محسوس کی... و مسکراہ یے... گویا محمود، قاروچ اور فرزانہ اپنا کام شروع کر چکے تھے۔

انہوں نے دیکھا... سجن میں ایک کمرے کا دروازہ آگ پکڑ کا تھا۔

کام اونک اندھو۔ ۴۰ بولے۔

كـلـيـاتـ الـمـعـاهـدـ

"ایک منٹ... پہلے میں اکرام کو اندر لے آؤں... وہ باہر نکلا

یہ کہہ کر اسپنڈز بھیشنے ایک کمرے کی کلڑی کی کھوئی... اس میں
ساتھیں بیس تھیں... اکرام کو اس کلڑی کے ذریعے اندر جانا گا اور دروازہ
بند کر دیا... اب ہیر و فی دروازے پر تالا لگا ہوا تھا... کوئی کوکڑ و سیدھا
اندر آ سکتا تھا... انہوں نے جتنا ہوا دروازہ کھول دیا... تینوں ہاجر لگل
آئے۔

"ہر نکلنے کی تیاری یہ بھی کر پچھے تھے اکرام۔" اپنے جمیشید
مکانے۔

"ہاں ایسا واقعی حیرت انگیز ہے۔" اکرم نے تعریف کی۔

”دھمکیاں مندوش کر جانکل۔“ مجموعہ شہماں کریمولا۔

”اس سے پہنچ کر کوکڑ آئے... تم تفصیل سنادو۔“
امبیوں نے ساری بات تفصیل سے سناؤں... ایسے میں امبوں
تھے ۲۱۔ مکملنے کی آواز سنی۔ وہ سناؤں ہو گئے... اور اونہر ادھر دیوار سے

۱۴

پاکستان جنگلی خانہ

اب وہ یا ہر کی طرف دوڑ پڑے... اپنی جیپ میں بیٹھ کر وہ
آئے گی اور طوفان کی روانت ہو گئے... راستے میں انہوں نے اکرام کو فون
کیا۔

"اکرام خونک بخوبی... اسی جنم میں کوکڑ سے کام لیا گیا
ہے... وہ تینوں کوکڑ کے قبیلے میں جس۔"

"اوہ... اوہ... حب ام ۱۳ نامہ نوری کی طرف بھد میں جائیں کے... پہلے بھیں کو کڑو تک پہنچا ہے۔" اکرام پر جوش انداز میں

مکالمہ

ہا کی رفتار سے جیپ پلاتے ہو کوکزو کے گھر کے سامنے پہنچے... ان کے ایک مدت بعد اکرام بھیجیا... انہوں نے باہر کر کر اکرام کا انتشار تمہیں کیا تھا... دروازے پر تالا دیکھ کر وہ مقام کی پشت پر لگے یا عپ کے دریے اور چڑھنے لگے تھے... جب اکرام وہاں پہنچا تو وہ پیٹھ پر تھے... انہوں نے اوپر سے اکرام کو دیکھ لیا:

"یچے سی پھر و... میں دروازہ کھوتا ہوں۔" انہوں نے اشارہ کیا... اکرام نے سر ہلا دیا۔

زینہ بند تھا... لہذا انہیں اور پر سے صحیح میں چھلانگ لگانا پڑی... وہم کی آواز مکان میں گونج آگئی... ساتھ ہی انہوں نے لکڑی جلنے کی بُ

لگ کر کھڑے ہو گئے... پھر دروازہ کھلا اور کوکڑ و سکھیا ہوا اندر آیا...
اپاک اس کے منہ سے لگا:

"ادے... یہ دھوکیں کی یوں ہیں ہے۔"

پھر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا... وہ اپاک اس کے سامنے
آ کھڑے ہوئے تھے...

"چران رہ گئے کوکڑ... خیر تو ہے۔" اکرام نے غریب انداز
میں کہا۔

"میں تم لوگوں سے کمزور نہیں ہوں... ملکی کائنات نپاہوں کا۔"
وہ غراباً۔

"ہم بانتے ہیں... تم لا الہ الا ہے بہت بڑے ماہر ہو،...
یہ تینوں دراصل تم سے پہنچی میں، کھانے کے۔"

"تینیں... میں نے انہیں بہرہ اور گرد بیا تھی کہ میں تو نوالیں
ہوں... اور شیل اپ تنوالہ کا بیٹ ہوں گا۔"

"دیکھتے ہیں بھی... دیکھتے ہیں۔" اپکل جمشید پر سکون آواز
میں بولے۔

"تو آئیے پھر... ہو جائیں دودو باتھ۔"

"نہیں... پہلے کام کی بات... کس کے لیے کام کر رہے ہو۔"

"کوکڑ سے یہ پوچھ رہے ہیں۔" اس کے لمحے میں حیرت تھی۔
"ہاں اکوکڑ و سے۔"

"آپ جانتے ہیں... کوکڑ اس سوال کا جواب نہیں دیا

کرے۔"

"جواب معلوم کرنا آتا ہے سیس..."

"آن ایسا نہیں ہو گا۔"

اپکل جمشید سے ہاتھ میں اسی وقت پستول نظر آیا... اس کی ہال
کا رخ اس کے سینے کی طرف ہو گیا۔

"میں وقت ضائع نہیں کروں گا... تم اس کا نام بتاؤ۔"

"میں نہیں بتا سکتا... آپ کوئی چلا نہیں۔"

اپکل جمشید نے فائز کیا... وہ وار پھایا... ساتھ ہی اس نے
تفہم لکھا۔

"وکھا آپ نے۔"

"ہاں اوکھا... یہ فائز میں نے مذاق میں کیا تھا۔" اپکل جمشید
مکرانے۔

"تو اب ذرا سمجھو گی سے قاتر کریں۔"

"اس صورت میں تم وہ سری دنیا میں بھی جاؤ گے۔"

"آپ سیری فکر نہ کریں۔"

"کرنے پر مجبوہ ہوں... تم سے یہ پوچھتا ہے... کس کے
لیے کام کر رہے ہو۔"

"مرتا مر جاؤں گا... یہ نہیں بتاؤں گا۔"

"اوکے... تب پھر اب دو دو ہاتھ ہی کرنا ہوں گے۔" انہوں
نے پستول جیب میں رکھا۔

"خود... کھل نہیں... آپ کے پیچے منگ کھاچکے... اسی
آپ کی باری ہے۔"

"آؤ بھائی وو۔ وہ مکارے۔"

"آپ اسے جانتے ہیں... پھر بھی آپ نے آئے میں اتنی
لگائی۔"

"اُبھی اور دیگر جاتی... اگر یہ شاہد اقبال کی نوٹ بک پر اپنا
انگلوں کے نشانات نہ پھوڑ آتا... یہ پہنچا تم ہے... کتنی بار کا سزا یافت۔
لیکن اس مرتبہ یہ جب سے جمل سے لگا ہے، اس کی کوئی کارروائی پر یہیں
کی نظر نہیں ملیں آتی... لہذا تم کس طرح سوچ سکتے تھے کہ اس معاملے
میں کوئی کامباجھے ہے۔"

"کیا... کیا... نوٹ بک آپ نے غاش کر لی۔... وہ زہر
مارنے سے حیرت کے بولاء۔"

"ہاں اپنے ہماری بڑی غلطی یہ تھی کہ نوٹ بک سے صرف کام
پھانسے... تم پوری نوٹ کیوں نہیں انھالائے... جب کہ تم اس وقت
پر یہیں کی وردی میں تھے۔"

"بہبی ہوئی غلطی۔" اسی نے صرفت زد و انداز میں کہا۔
"بھی بھر میوں سے کوئی نہ کوئی غلطی ہوتی... یہ کوئی انوکھی بات
نہیں، لہذا اب مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ... بہت سمجھنے پڑے تھیں۔"
"وہ تو ہے۔"

یہ کہتے ہیں اس نے ان پر چھلانگ لگائی... وہ پوری طرح ہوشیار

تھے... لہذا اور بچا گئے... ادھر اس نے خود کو وہی اس سے بہت
آسانی سے بچایا۔

اس کی اس بھارت نے انہیں حیرت زدہ کر دیا۔
"واقعی بھی کوئی تو... تم ماہر تو تھے ہو۔" اپنے جمیڈ نے اس کی
تعریف کی۔

"ہوں گا... بس آج آپ کو ناکون پہنچنے پڑا دوں گا... یہ میرا
وعددہ رہا۔"

"پلو اپھا ہے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
"کیا اپھا ہے۔"

"مدت ہوئی... ناکون پہنچنے کیس پہنچے... آج یہ بھی ہو جائے
گا... حسرت تو جس رہ جائے گی... ہم نے ناکون پہنچنے کیس پہنچے۔"
میں اس لئے وہ پھر ان کی طرف آیا... اور اس طرح آیا کوئی
ہوا میں اڑا کوئی پرندا آئے... اپنے جمیڈ اس کی تیزی پھر تی دیکھ کر
چوک گئے اور اگر ان سے ذرا ہی بھی غلطی ہو جاتی تو وہ اس بارے کے تھے کام
سے... وہ فرش پر ضرور لیٹ گئے تھے... لیکن وہ بھی اسی جگہ فرش پر گرا تھا...
تاکہ انہیں پچل ڈالے... اب یہ اور بات ہے کہ وہ لیٹ کر بھی اپنی جگہ
بدل گئے تھے... یعنی پلنی رکا گئے تھے... اس طرح وہ فرش پر گرا... سماجھ
یہ ان کی لات اس کی پسلیوں میں پوری قوت سے گلی... وہ کسی بھینسے کی
طروح ڈکر لیا... اور اپھل کر کھڑا ہو گیا۔

انہیں حیرت کا ایک اور بھٹکانا گا... اس لیے کہ وہ سوچ بھی نہیں

یہ کہہ کر انہوں نے پھر اس پر وار کیا۔ اس بار وہ پوری طرح
ہوشیار تھا۔ جھکاتی دے گیا۔ اپنے سپلائر جمیڈ اپنی جھوک میں آگے نکل گئے۔
ساتھ ہی ان کی کمر پر اس کی لالت پوری قوت سے لگی۔ وہ اونچھے منہ
گرے۔ دوسرا لافت اس نے ان کی پٹیوں میں رسید کر دی۔ ان
کے منہ سے ایک جیخ نکل گئی۔ اور پھر وہ ساکت ہو گئے۔

محمود، فاروق، فرزان اور اکرام ساکت رہ گئے۔

"اب... اب تم میں سے کون میرے مقابلے پر آئے گا۔"

"ہم چاروں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب... کیا چاروں یہک وقت مقابلہ کرو گے۔"

"ہاں! اکر تھیں کوئی اعتراض نہ ہو۔" فرزان نے سر براتی

آواز میں کہا۔

"اعتراض اور مجھے... کیسی پالیس کرتی ہو۔"

"او کے... آؤ پھر۔"

وہ اس کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔ کویا اپنی ترکیب
تجھر تیرہ کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ ایسے میں کولاؤ کے منہ سے جھٹ
زدہ انداز میں نکل گئی۔

"ارے۔"

انہوں نے دیکھا۔ وہ بیٹ پکڑ کر بینٹتا چارہ تھا۔ پھرے پر

شدید ترین تکلیف کے آثار نمودار ہو چکے تھے۔ انہیں بہت جھیٹ ہوئی۔

"کیا مسلک کوڑا... کیا ہو گیا آپ کو۔"

سکتے تھے۔ پسلیوں میں اس قدر زبردست چوت کھا کر بھی وہ انھوں کے
ہے۔

"کیوں اپنے صاحب... رہ گئے تا جھیٹ زدہ۔" وہ بتا۔

"اس میں شک نہیں۔" وہ بولے۔

"بھی کیا سے... ابھی تو ابتداء ہے۔ تھن جن کر ماروں گا۔
ایک ایک کو ماروں گا۔" کسی ایک کو بھی چکر فٹیں جانتے دوں گا۔"

ابھی وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اپنے سپلائر جمیڈ نے خود اس پر وار کر دیا۔ وار
بہت پتے کے انداز میں کیا کیا تھا۔ اور سوچ بھجو کر۔ اور ہر وہ اس خیال
میں تھا کہ اپنے سپلائر جمیڈ اس پر وار فٹیں کریں گے۔ ملکہ خود اسے ہی وار
کرنے کی دعوت دیں گے لہذا وہ نیک نہ سکا۔ ان کے سرکی لکڑا اس کی کن پی
پر لگی۔ وہ اپیل کر کر اسے یہ وار کاری تھا۔ اس کا پورا جنم ترپا۔ لیکن وہ
پھر کھڑا ہو گیا۔ اپنے سپلائر جمیڈ حکمت سے رہ گئے۔

"تم لوگ اکر اس سے ہمارے ہو تو درست ہمارے ہو اور
تمہارے بارنے کا مجھے اب کوئی افسوس نہیں رہ گیا۔" اپنے سپلائر جمیڈ نے اس
موسم تھی پر کہا۔

"لیکن ہمیں تو افسوس ہے۔"

"تھیں ہونا چاہیے۔ یہ بہترین لڑاکا ہے۔"

"آؤ آؤ اپنے... وقت ضائع نہ کرو۔" اپنی سوت کو جلدی
جلدی آواز دے لو۔"

"کس کی سوت نہ دیکھ بھی سوت کو پہنچا ہے۔"

"م... میرا پیٹ... پیٹ..."
کیا ہوا آپ کے پیٹ کو... اچھا بھلا کتے ہے۔ "فاروق نے
خداوند کر کیا۔

"حد ہو گئی... تم کیسے کہ سکتے ہو... اس کا پیٹ اچھا بھلا کتے
ہے۔" محمد نے اسے لھوڑا۔

"بس اسی طرح کہہ سکتا ہوں... جس طرح کہا ہے... کیا تم
نے سن لیکن۔" فاروق نے مند بنا یا۔

"دماغ تو نہیں جمل کیا۔"

"اچھی نہیں... لیکن لگتا ہے... پہلی بارے گا... کیونکہ کچھ بھج
میں نہیں آ رہا... سفر کو کڑا دو کو ہوا کیا ہے۔"

"میرے وارنے اس ہے اثر بعد میں کیا ہے... اس پر تحریت مجھ
بھی ہے۔" انہوں نے اسکلر جمیڈ کی آواز سنی۔

وہ اندر ہے تھا ان کے پیٹ سکون مل کر ابھت تھی۔

"گک کون سے وارنے۔"

"جب میں نے اس کی کن پیٹ پر کلر ماری تھیا اور یہ گرا تھا... جب
میری لات بھی اس کے پیٹ میں گئی تھی... اور جب میں کسی کے پیٹ پر
لات مار دیا ہوں تو وہ اٹھنے کے قابل نہیں رہتا... لیکن یہ شخص اٹھنے کے
قابل رہ گیا تھا... اسی لیے میرے اوسان کچھ کچھ خطا ہو گئے تھے... چشم
اب میں اطمینان حسکر رہا ہوں... میری لات بے کار نہیں گئی... اب
میں اس لات پر ایک لات اور رسید کر دوں... یہ کہ اس کا تھمنڈ ہوا

ہو جائے۔"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے... اس نے انہوں نے کو کڑا کے چھوٹے
پر خوف کے آثار دیکھے۔

"اگر... کیا ہوا کوئی نہیں۔"

"عن نہیں... تھیں..." اس کے منہ سے مارے خوف کے
لکڑا۔

ایسی وقت ایک لات اس کی پسلیوں پر آگئی... وہ بڑی طرح چینا
اور اونہ سے منلبالیت کیا۔

"ایک لات کر پر تم تینوں کے نام کی۔" انہوں نے کہا اور اس
کی کمر پر پاؤں دے باڑا... اس کے پیٹ سے ہیٹھے ہوا کلکل گئی... بلکہ
انہیں یہ لات کا نیتیے غمار سے میں سے ہوا کلکل گئی ہو۔

"اکرام... اسے چھکڑ یاں پہناؤ... ایک ٹوکر اس کی گردن پر
اور رسید کر دو... تاکہ رہنی سہی بہرہ بھی پوری ہو جائے۔"

"او کے سر۔" یہ کہہ اکرام آگے بڑھا۔

"عن نہیں..." وہ پھر چلا اٹھا۔

اکرام کی لات اس کی گردن پر آگئی... گروں بیٹھی ہو گئی...
اس کے منہ سے چھپنی نکلنے لگیں... لیکن پھر آواز کم ہوتی چلی گئی... اکرام
نے اس کے ہاتھوں میں چھکڑ یاں پکڑناؤ۔

"کس کے لیے کام کر رہے ہو گئی۔" انہوں نے پوچھا۔

"دو خیس بتاؤں گا۔"

"جتہ گئے تو ضرور۔" اسکلہ جمیلہ مرسری انداز میں بولے۔
"آپ اپنی کوشش کر لیں۔" وہ پھا۔

"اوکے۔" اکرام سے کرہا متحان میں لے چلو۔"
"می بہتر۔" اکرام نے فوراً کہا۔

بھر جو نبی وہ اس پر چھکا۔ دروازے کی گھنٹی تیز آواز میں لگی
اور بھتی پھٹی گئی۔

عقل سے پیدل

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"چلو پہلے یہ دیکھ لیتے ہیں... کوزہ سے کون ملے آیا ہے...
ویکھو محدود۔" اسکلہ جدید سکراۓ... محدود نے دروازے کارنے کیا۔
ایسے میں انہوں نے کوزہ کی طرف دیکھا۔ اس کے پھرے پر خوف ہی
خوف تھا۔

"کیا ہوا ہمیں..."

"تن نہیں... دروازنے کھولنا... وہ بھٹکے مارڈا لے گا۔"

"کون... کون مارڈا لے گا۔"

"وہ جو یہ سب کام کر رہا ہے... یا بھٹکے کر رہا ہے... گھنٹی^۱
جانے کا انداز اسی کا ہے۔"

میں اس وقت دیکھ دوبارہ ہوئی۔ اس بار محدود، فاروق اور
فرزانہ بھی چوکے بغیرہ شدہ نئے۔ یہ وہی انداز تھا جس کے بارے میں
وہ کچھ دیر پہلے ابھن میں پڑے گئے تھے۔ انداز انہیں جانا پہچانتا کا تھا۔
لیکن یاد نہیں آسکا تھا کہ کس کا ہے۔ اب پھر اسی انداز میں گھنٹی بھانی گئی۔

"محود ارک جاؤ۔" اپنے جمیل سرسری انداز میں بولے۔
محود اس وقت تک دروازے کے بڑے یہی بیٹھ پکا تھا، اب اپنے
جمیل آگئے ہے:

"بابر گون صاحب ہیں۔" انہوں نے کوڑو کی آواز میں کہا۔

"جی... دودھ والا... دودھ کامل یعنی ہے۔"

"اوہ اچھا... آپ کا کتنا مل ہے۔" انہوں نے سکرا کر پوچھا۔

"جی دو ہزار تین سورہ پے۔"

"میں دو ہزار تین سورہ پے دروازے کے پیچے سے سر کا دنیا
ہوں۔"

"یہ کیا بات ہوتی۔" بابر سے جران ہو کر کہا گیا۔

"کوئی کیا بات ہے... اس میں ایسا بیگب بات ہے... میں

اس وقت بہت صرف ہوں اور میرے ہاں کئی سماں موجود ہیں۔"

"نمیک ہے پھر... سرکاریں۔" بابر سے کہا گیا۔

اس وقت تک محود ان کا اشارہ پا کر بیچت کا رخ کر کا تھا...

بیچت پر بیچت کر اس نے پیچے دیکھا... بابر ایک ماڈرن ٹھیم کا آدمی موجود تھا،

ٹکل و صورت اور لباس سے دودھ والا ہرگز نظر نہیں آ رہا تھا۔

محود فوراً پیچا... اس نے سرگوشی کی۔

"وہ دودھ والا نہیں ہے۔"

"نمیک ہے... میں دو ہزار کھوتا ہوں۔" انہوں نے اکرام کی

طرف دیکھا۔

"جی اچھا۔" اکرام فوراً حرکت میں آ گیا... اور اپنے جمیل
نے دروازے کی طرف من کر کے کہا:
"تو نے ہوئے پیسے نہیں لٹکا... بقایا صاحب لئنے کے لیے
دروازہ کھولنا پڑتا ہے۔"
"تو پھر کھولیں... میں نے کب کہا ہے کہ شکھوں۔" بابر سے
ٹکرائی جعل کر کہا گیا۔

انہوں نے دروازہ کھول دیا... لیکن اس طرح کہ وہ خود
دروازے کے سامنے نہ رہے... ش باقی افراد میں سے کوئی سامنے تھا...
ایک گولی تر سے اندر آئی اور دفعہ اور پر گئی... دفعہ اور کامب سا پلٹر اکٹر
گیا... اور ہر دفعہ آور نے دیکھا... اس کا دوار خانی گیا ہے... اندر سامنے
کوئی نہیں ہے تو وہ فوراً اندر آ گیا اور دروازہ بند کر لیا...
ساتھ ہی اس کے سر پر اپنے جمیل کا دوہرہ تھا... وہ دھب سے
گر گیا... لیکن پھر فوراً اپلا اور ان پر فائز جھوپک مارا... وہ پوری طرح
ہوشیار تھے... وار بچا گئے اور اس کی پسلیوں میں ایک ٹھوکر رسید کر دی...
ساتھ ہی بولے:

"یہ بار دو دھب کامل... بقایا مجھے دیں۔"

"یہ یو۔" حمل آور نے ترپ کر کیا اور پوری قوت سے اپنی الات
سمحتی... شاید وہ جوڑ دکرانے کا بہت بڑا ماہر تھا... اور کیوں نہ ہوتا...
آخر کو کڑو کو بلاؤ کرنے کے لیے آیا تھا اور کوئی رجسٹر اکا اس سے خوف
زدہ تھا... ظاہر ہے وہ کوئی ماہری ہو سکتا تھا۔

انپکڑ جمیشید بارکی رفتار سے نیچے جاک گئے... اس کی لات ان کے اوپر سے گز رکھی... ساتھ ہی انہوں نے اس کی کمر پر ایک خود کر سید کر دی... اس بارہ وہ اونکھے منگرا... لیکن اچھل کر اس قدر پھرتی سے الحاکر وہ حیرت زدہ رہ گئے... اور اپنے ہی پھر وار کیا... انپکڑ جمیشید جھکائی دے گئے... کولی اور ان کی جگہ ہوا جاتا تو فائزکی زدمیں آگیا تھا... کوئی نکل وہ فائزہ حدوڑی مہارت سے کیا گیا تھا... انپکڑ جمیشید نے اس لئے اپنے بدن میں شنی کی لمبی دوڑتی مسوس کیں...
میں اس لئے ایک فائزہ والا... پستول اس کے ہاتھ سے کل لیا... دوہری طرح اچھا... ایسے میں فرزانہ کی آواز اپنی:
”ہاتھہ اور الحاد و مسر...! اس اتنی اچھل کو دکانی ہے۔“
”ارے نہیں...“ وہ پہنچا۔
”ارے نہیں... یہ کیا ہاتھ ہے!“ محمود حیران ہو کر بولا۔
”مطلوب یہ کہ اتنی اچھل کو دہرانگ کافی نہیں... ابھی تو شروع ہوئی ہے!“ اس نے مکڑا کر کیا۔
”تو آپ ہیں اس سارے محیل کے کرتا دھرتا۔“
”باں امیں ہی ہوں... تب پھر... کیا کر لیں گے آپ لوگ میرا۔“
”چنی ہالیں گے.. آج کل مردہ کھانے کا سوڈا ہے نہیں۔“
فاروق نے منہ بنا لیا۔
”بھول ہے تم... لوگوں کی... اونٹ جب تک پھاڑ کے نیچے

سے نہیں گزرتا، اس وقت تک وہ خود کو ہی سب سے ہذا خیال کرتا رہتا ہے۔“

”اوہو اچھا... تو یہ بات ہے... جناب خود کو کیا نہ جانتے کیا خیال کرتے ہیں... کیا یہ اونٹ والی ضربِ اٹھ آپ پر فٹ نہیں بنتے سکتے۔“

”بینخ سختی ہے تو بھالو۔“ اس طنز پر انداز میں کہا۔

”وہ یہے یہ پکڑ کیا ہے... اب تک بھوٹ میں نہیں آیا... کیا صرف گروں کا معاملہ ہے... آپ گروں کی تجارت کرتے ہیں... اس تجارت کا حتم کسی طرزِ شاہزادی کو ہو گیا... ادھر آپ کو پہاڑ جان گیا... بس آپ نے بے چارے شاہزادی کو بھکانے لکوادیا... بیعنی کوکڑو کے ذریعے، تب پھر احسان کو کیوں مارا گیا... بکوناٹی کا کیا قصور تھا... گوگل اور چھیدکی کو کیوں عقل کیا گیا... آپ نے تو قتل و حمارت کری کی لائن سی لکاوی... انکی بھی کیا بے رحمی۔“ محمود نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

”اب تم لوگوں کی باری ہے... یہ لائن اب اور بھی بھی ہو جائے گی۔“

”من.. نہیں... نہیں۔“ کوکڑ و خوف زدہ انداز میں بولا۔

”اوہو... کیا ہو گیا ہے... پہلے تو بہت بڑے بہادر بن رہے تھے... ہم جیسوں سے لائف پر ٹے ہوئے تھے... اب بھی ٹلی بن گئے ہو،“ فاروق نے منہ بنا لیا۔

”من نہیں۔“ وہ پھر بولا۔

"اچھا میک ہے۔" فاروق بے چارگی کے عالم میں بول اخنا۔
"کیا میک ہے۔"

"بس سیں... جو یہ کہہ رہا ہے... نہیں کے علاوہ تو پھر کہتے
نہیں بھائی صاحب... اب ہمیں کیسے ہاتھ پر یہ نہیں کیوں کہہ رہا ہے
ہیں..."

"تاد بھی... کیا بات ہے۔"

"یہ... یہ نہیں... اسے تو اس لے مجھے قل کرنے کے لیے بھجا
ہے... ادھر یہ مجھے قل کرے گا... ادھر فرار ہو جائے گا... آپ لوگوں
سے اسے کوئی غرض نہیں... اگر آپ مجھے اس کے باتوں سے پہاڑتے ہیں تو
میں اسی مجرم کے بارے میں سب پوچھتا دوں گا۔"

"اے تمہاری تو ایسی کی نہیں... نہیں کہ رکھ دوں گا... سارا
کوکڑ پنگل جائے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے کوکڑ پر بری طرح چلا گک لگا دی... وہ اس
کی پھر تی پر جم ان رہ گئے... دوسرا ہی لمحے کوکڑ کی گردان پر اس کا ہاتھ
لگا... کوکڑ کے منڈ سے چیخ ٹکل گئی... ساتھ ہی اس نے بھی ایک لمبی
چلا گک لگائی... اور یہ چادہ جا... جب تک وہ سب دوز کر باہر نکلتے... وہ
غائب ہو پکا تھا اور ہرے کی بات یہ کہ انہوں نے کسی گاڑی کے مثار ک
ہونے کی آواز بھی نہیں سنی تھی... وہ دھک سے رہ گئے کہ یہ کیا ہوا... پھر
وہ تیزی سے پلٹے اور کوکڑ تک آئے... وہ بری طرح تزپ رہا تھا...
انہوں نے دیکھا... اس کی جان لٹکنے کے قریب تھی۔

"کوکڑ... یہ کوکون ہے اصل قاتل۔"

"وو... ووہ ڈوڈا... اس نے کہنا چاہا، لیکن کہہ نہ سکا..."

"ہاں ہاں کوکڑ... کھو... شتابش... مرت وقت یہ نیک کام
کرتے چاہو۔" انپکھ جمیش پر زور انداز میں بولے۔
"ڈوڈا... اک... ام..."

"ڈاک ار... یہ کیا بات ہوئی۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

ساتھ ہی اس کی گردان ڈھلک گئی... اس کی کھلی آنکھیں انتہی
اپنی طرف سختی محسوس ہوئیں۔

"یہ... یہ تو چلا گیا۔" فرزاد حسرت زور انداز میں بولی۔

"ہاں! اور مجرم کا ہام بھی نہ تھا۔ کا... صرف اتنا کہہ سکا...
ڈاک ار... بھا۔ ڈاک ار سے کیا بتتا ہے؟" محمود نے کھوئے کھوئے
انداز میں کہا۔

"ڈاک ار... اس کے منڈ سے لٹکا... پھر وہ سوچ میں کم

ہو گئے۔

"ڈاک... ار... انپکھ جمیش بروڈا ہے... پھر اکرام کی طرف
ہرے

"کیا ذیال ہے اکرام... یہ کیا کہنا پا ہتا تھا؟"

"ڈاکر... نرکی بجاے اس کے منڈ سے ارکلائے۔" اکرام نے
پر زور انداز میں کہا۔

"ہوں... لیکن اس کیس میں ڈاکر تین ہیں... ڈاکر جیل،

احسان... اس پر اپنے دوست بگوناٹی کو قتل کرنے کا اثر ارم ہے... خود وہ بھی بھی کہتا ہے کہ اس نے ہی قتل کیا ہے... دوتوں بھی ہے دوست تھے... ایک دن بگوناٹی کی لاش اپنے گھر میں پڑی پائی گئی تھی اور احسان وہاں موجود تھا... خون آلو بخرا اس کے ہاتھ میں موجود تھا اور وہ جیج چک کر کہ رہا تھا... میں نے بگوناٹی کو قتل کر دیا... اس کے اللالا پر جدید ہوں تھے... میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا... اس کا نام بگوناٹی تھا۔ وہ ایک فنڈہ تھا... بھی بہت بیک کرتا تھا... بس میں نے فتنے میں آگرے قتل کر دیا۔

بیل میں جب بھی اس سے پوچھا چاہتا... وہ بھی اللالا دیر اتنا تھا، ایک لفڑا بھی فرق نہیں دالتا تھا... ن شعلہ تبدیل ہوتے تھے... ہر بار ایک پانچ سو پہنچی ہر بار اس نے بھی اللالا کے... اس طرح ہمیں بھک پڑتے پڑتے پہنچ رہا... اور ہم نے اس کیلیں پر نے سرتے سے کام کرنے کا پروگرام بنایا، احسان کی فائل مسائل کی... اس کا مظاہر کیا... پھر احسان اور بگوناٹی کے گھروں کا معاہدہ کیا... بفور معاہدہ کرنے پر نہیں احسان کے لحاظ ایک سرخ چلی... اور بگوناٹی کے گھر سے ایک پھرخی ٹی... پھرخی اور سرخ چل پر انگلیوں کے نشانات موجود تھے... پولیس نے ان دوتوں پیز دوں کو نظر انداز کر دیا تھا، وہ احسان پر قتل کا مقدمہ نہ چل سکتا... اس لیے کہ اس پر جھرخی اور سرخ چل پر کوئی بھروسی انگلیوں کے نشانات نہیں اور وہ پروگرام پیش آؤ دی تھا... اسیم جب گوگل جھلو سے ملے کے لیے چھے تو اس کی لاش تھی... قاتل اپنا کام کر دیا تھا... گویا قاتل کو جہاری سرگرمیوں کا پتا چل گئی تھا اور ایک شخص قید ہے... وہ قاتل کے جرم میں سزا کا کاش رہا ہے، نام ہے اس کا ر

ڈاکٹر ارشد تھوڑی اور ڈاکٹر خالد تھوڑی۔ انہوں نے کہا۔
”تب پھر وہ ڈاکٹر خالد تھوڑی کے سوا کون ہو سکتا ہے...“
اپریشن تو اسی نے کیے تھے... اور تینوں مریضوں کا ایک ایک گردہ غائب ہے... یہ بات تو ہماری تجسس کی وجہ سے سامنے آگئی... غور کر دی... اس نے اب تک نہ جانے کیتنے مریضوں کے گردے غائب کیے ہوں گے۔“
”الله اکابر حمد فرماتے۔“

ایسے میں اپنے جیشید کو دروازے پر کوئی پیڑ نظر آتی... اہدوں نے لپک کر اس کو احتالیا، ایک لفڑا بھا اور جیب میں رکھ لیا...“
”ان سب کو بچ کر لو اکرام... اور باتی لوگوں کو بھی۔“ ان کی آواز میں جوش تھا۔

”بہت بہتر سر۔“
پنڈ کھنے بعد سب لوگ ان کے دفتر میں موجود تھے... ان کے چہرے دل پر حیرت اور خوف کی جھلکیاں راف نظر آ رہی تھیں۔
”آخر آپ نے بھیں یہاں کیوں بایا ہے۔“ ڈاکٹر جیل نے ہر اس امنہ بنایا۔

”وضاحت کرنے کے لیے۔“
”کیا مطلب... وضاحت کرنے کے لیے۔“ ڈاکٹر تھوڑی نے چیر ان ہو کر پوچھا۔
”ہاں! وضاحت کرنے کے لیے... ہمارے شہر کی جمل میں ایک شخص قید ہے... وہ قاتل کے جرم میں سزا کا کاش رہا ہے، نام ہے اس کا ر

نے ان کے پیچے ایک بار جرائم پیش کوئا گا... تاکہ انہیں غائب کر دے...
 اس نے ان کا تعاقب کیا... ان لوگوں نے اس سے شہر سے باہر ہو دہماں
 کرنے کی خانی... اب انہیں کیا معلوم تھا کہ تعاقب کرنے والا اس قدر
 زبردست لا اکا ہے... اور کتنا ماہر ہے... لہذا بھل میں یہ اس سے نار
 کھا گے اور ہے ہوش ہو گئے... وہ انہیں اٹھا کر اپنے گھر لے گیا... اور
 ہمیں تمن کھنے کی صفات دی... کہ تمن کھنے کے امر اندر ہم ان تینوں کو
 حلاش کر لیں، ورنہ وہ انہیں موت کے گھات اتار دے گا... لیکن یہ تو
 صرف ہمیں الجھائے رکھنے کا طریقہ تھا... اصل منصوبہ ہی، اصلی قاتل
 سے ہمیں دور لے جانا... بھل میں جس جگہ ان لوگوں کو انھوں کرنے سے
 پہلے لڑائی ہوئی... وہاں جو دوں کے نشانات ملے... انھوں کرنے والا دیاں
 پاؤں خوب دھا کر پڑنے کا عادی تھا... اس طرح اس کے دامن پاؤں کا
 نشان تو خوب واش بہتا تھا لیکن بایاں پاؤں بکاسانشان بیوں اکرتا تھا...
 جب اس بیجنگ کو رکارڈ میں چیک کیا گی تو ایسا آہی تاثو پھوڑا تھا بت ہوا...
 یہ بھی جرائم پیش تھا... لیکن اس کے بास گواہ موجود تھے کہ یہ انھوں کے وقت
 ایک ہوٹل میں موجود تھا... اور ہوٹل کے لوگ اس بات کے گواہ تھے...
 بھل میں موقع وار وادت پر ایک لاش بھی ملی تھی... اس کا حلیہ بالکل بکار دیا
 تھا... لیکن اسے وہاں قتل ہیں کیا گیا تھا... قتل ہیں اور کیا گیا تھا... اور
 مردہ حالت میں بھل میں لا یا گیا تھا... کیونکہ وہاں لاش کے آس پاس
 خون بالکل ہیں تھا... ناف پھوڑ سے کی کارکی ڈکی بھی صاف تھی اور ایسے
 آثار جیسے تھے کہ اس میں کوئی لاش رکھی تھی ہو... اب ہم نے اس لاش کی

وہ قتل مند ہو گیا تھا... وہ دہماں کے بھل جانے کے بعد تو وہ بالکل بے قتل
 ہو گیا تھا... کوئی کے گھر میں قتل کے وقت سے پہلے منت پہلے جس شخص کو
 دھمل ہوتے دیکھا گیا... وہ ایک بے قند کا آدمی تھا... غابہ وہ میک اپ
 میں آیا تھا... وہیں ایک دوسرا لاش تھی... وہ چھیدی کالا کی تھی...
 چھیدی کالا کو تھہ مہاں موجود ہونے کی وجہ سے مارا گیا... قاتل نے جب
 کوئی پردار کیا تو چھیدی حمل خاتے کی طرف بھاگا... لیکن ہائل نے
 اسے دیں جالیا اور اس کا کام بھی تمام کر دیا... دراصل قاتل نے کوئی بھڑ
 کے ذریعے بگوناٹلی کو قتل کر دیا تھا... احسان کو تو ان لوگوں نے پھنسایا تھا،
 پہلے احسان کو نیند کی دو بھلکش کے ذریعے دی گئی... پھر نیند کی حالت میں
 اسے چھپت کے راستے بگوناٹلی کے گھر میں لا یا گیا... بگوناٹلی کو پچھیدی
 پہلے ہی ہائل کرچکا تھا... احسان کو تو بہن نیند کی حالت میں وہاں پھوڑا تھا،
 وہ بھی خون آسودگیر اس نے ہاتھ میں دے کر... ساتھ ہی شاید اس پر
 چھانزدم کیا گیا... اور یہ بنتے ہی اسے چھانزدم کے ذریعے روائے گئے...
 تاکہ ہوش میں آنے پر بھی وہ اپنا بیان نہ بدے... اس طرح بے چارے
 احسان پر قتل کا مقدمہ چلا یا گیا اور اسے مزا امناہی گئی... محمود، فاروق اور
 فرزانہ بھل کی سیر کرنے کے لیے گئے تو ان کی ملاقات احسان سے ہو گئی...
 وہ بکولا بھیا اور سید جمال الدین انسان انہیں کسی طرح بھی قاتل نظر نہ آیا...
 پھر بار بار اس کا ایک ہی جملہ وہ رہا اور بھی انہیں پریشان کر گیا... کوئی
 کے مارے جانے پر ان لوگوں نے پھر احسان سے ملاقات کرنے کی
 سوچ... اس سے ملاقات کر کے نکلے تو قاتل اور بیشان ہو پکا تھا... اس

اس روز ڈاکٹر خالد نوری نے پھر آپریشن کیے تھے، تین گروں کے اور
تین پیٹ کے... گروں کے مریضوں کو چیک کیا گیا... ان کا ایک ایک
گروہ غائب ملا ہے۔"

"کسی... نہیں۔" ڈاکٹر خالد نوری بہت زور سے اچھا۔ اس
کی آنکھوں میں خوف بھیل گیا۔

"اف مالک ایسی میں نے کیا ہے؟" ڈاکٹر میں کا اپ کر بولا۔
ڈاکٹر ارشد نوری بھی خوف زدہ انداز میں ڈاکٹر خالد نوری کو دیکھتے
گئے...

نہیں... نہیں... میں نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا۔"

"واہ... کیا یا س کی... میں نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا... ان
جنوں کے آپریشن کیا آپ نے نہیں کیے؟"

"ہاں اے کے... ان کے گروں میں پتھریاں تھیں... میں نے تو
یہ وہ پتھریاں نکالی تھیں.. ان کے گرد سے ہر کوئی نہیں نکالے... یہ ہمارے
الرام ہے۔"

"میں نہیں... ان کے گردے غائب ہیں... میری بستیاں کی
رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔" اسپکٹر جمشید نے پر سکون آواز میں کہا اور
رپورٹ نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔

اس نے وحشت زدہ انداز میں رپورٹ کو چڑھا... اس کے پاتھ
بری طرح کا اپ رہے تھے... کانڈاں میں پتھردار ہے تھے... سب غور
سے اس کی حالت دیکھ رہے تھے... آخر اس نے پوری رپورٹ پڑھ

طرف توجہ دی... کہ وہ کس کی ہے... شہر کے تھانوں سے معلومات لی
گئیں... ایک تھانے سے معلوم ہوا... ایک شخص شاہد اقبال کی گئشگی کی
رپورٹ درج کرائی گئی تھی... اس طرح ہم شاہد اقبال کے گھر پہنچے... ان
کے بھائی کو لاٹھ و لھائی گئی... جسم پر موجود بعض بٹھات کی وجہ سے اس
نے اپنے بھائی کو بیچاون لیا... اس سے بچھا گیا... شاہد اقبال کیا کہ
تھا... پاچا... ڈاکٹر خالد نوری کے شہید سر جوڑی میں، وارڈ بوانے کے طور
پر طازم تھا... اس طرح ہمارے سامنے ڈاکٹر خالد نوری صاحب آئے
شاہد اقبال کے بھائی سے بتایا کہ جند رنوں سے شاہد اقبال بہت پریشان
تھا... میں نے سوچا، شاید اس نے اپنی ڈاکٹر کی میں پکھ لھا ہو... گھر میں
ڈاکٹری مل سکی... لیکن اس کے صفات کوئی چھاڑ کر لے گیا تھا... تاہم
ڈاکٹری کی جلد پر اس کی الگیوں کے نشانات مل گئے... نشانات روکارڈ میں
چیک کیے گئے... وہ کوکڑ کے ثابت ہے... کوکڑ و کاناں میں آتے
ہی اتم اس کے گھر کی طرف وزیر پڑے... کیونکہ وہ خطرناک ترین خذرا
ہے اور تم اس کے باہرے میں بہت سمجھ جانتے ہیں... چنانچہ گھوڑ، فاروق
اور فرزانہ اس کے گھر سے مل گئے... یہ تینوں اس وقت تک اس کی قید سے
قریب قریب کل عی پچھے تھے... جب ہم وہاں پہنچے... کوکڑ و کپڑا گیا...
لیکن قائل نے میں موئی پر بھی کر کوکڑ کا کام تمام کر دیا... لیکن مر نے
سے پہلے اس نے من سے یہ الفاظ لٹکائے... ڈاک ار... ان سے تم نے
اندازہ لگایا کہ وہ ڈاکٹر کہنا چاہتا تھا... لیکن ڈاکٹر کاناں لینے سے پہلے ہی وہ
مر گیا، ادھر میں نے تلقیش باری رکھی تھی... جس روز شاہد اقبال غائب ہوا

ڈالی... پھر کا قدم بڑے پر رکھتے ہوئے بولا:
”من نہیں... نہیں... میں نے ایسا ہر گز نہیں کیا... یہ پھر کسی
اور نے چلایا ہے۔“

”بہت خوب اشادہ اقبال آپ کے شعبجی میں کام کرتا تھا... وہ
کی بات سے بہت پریشان تھا... اس نے اپنی پریشانی اپنی ڈاکٹری میں
لکھ دی تھی... لیکن اس کی ڈاکٹری میں سے وہ صفات کو کرو نے پہاڑ
لیے... کوکڑ دکوتہ آپ نے ہلاک کر دیا... وہ بھی ہماری موجودگی میں...
آپ سے زیادہ ماہر بھلا کون ہو گا... اور پرے آپ کہہ رہے ہیں... کہ
آپ نے یہ جرم نہیں کیا... تب پھر آپ خود بتائیں... گردے کس نے
کالائے۔“

”میں کیا کہ سکتا ہوں... میں نے تو ان گروہوں سے پھریاں
نکالی تھیں... اس کے بعد وہ چند دن ہسپتال میں رہے اور پھر انہیں فارغ
کر دیا گیا... اب اس کے بعد کوئی اور ڈاکٹر ان کے گردے کیوں نہیں
نکال سکتا بھلا...“

”ان سے بات کی گئی ہے... وہ صرف آپ کے ذیر علاج رہے
ہیں... انہوں نے اپنے گروہوں کا اور اُسی سے علاج نہیں کرایا... اور
پھریاں مکمل جانے کے بعد وہ کیوں علاج کر دا تے بھلا...“ انپرہم جمشید
نے تیر لے چکی۔

”اف خدا... یہ تو آپ مجھے مکمل طور پر جرم خیال بنار کر رکھ دیں
گے۔ ڈاکٹر خالد توری نے لرز کر کیا۔“

”ہامل جرم تو میں کسی کو ثابت کرتا ہی نہیں... جرم کا ہامل ہوت
آج بھی پیش کروں گا...“

”آپ... آپ کا مطلب ہے... میرے خلاف آپ کے
پاس مکمل ہوت ہے۔ ڈاکٹر خالد توری دھک سے رہ گئے۔

”ابھی آپ کے سامنے ہوت ہیں پیش کروں گا... آپ پھر ت
کریں۔“

”اور میں قلب بھی نہ کروں...“ وہ کات کھانے کے انداز میں
بولا۔

”اچھا آپ ذرا خاموش رہیں اور مجھے سمجھیں دیں۔“ انہوں نے
پر اسامنہ ہالی۔

ڈاکٹر خالد توری نے ہونٹ بھیجنے لیے... اس وقت انپرہم جمشید
نے کہنا شروع کیا:

”انہیں میں اصل پریشانی احسان کا میل جانا ہے... وہ
سراغ لگاتے لگاتے بیہاں تو آگئے... لیکن ابھی تک یہ نہیں جان سکے کہ
گوئاٹی کو کیوں قتل کیا گیا... اس کا کیا قصور تھا... احسان کو تو غیر قائل کے
طور پر خسایا گیا تھا... تاکہ پولیس گوئاٹی کے قاتل کی علاش کا سلسلہ بند
کر دے... اور قاتل یہ مقصود حاصل کرنے میں پوری طرح کامیاب رہا...
احسان کے پکڑے جانے کے ساتھ ہی پولیس نے گویا اس کیس پر باقی
کام نہیں کیا... بیہاں تک کہ وہ چھڑی اور سرخ تک انہیں اظہر نہیں
آئیں... سوال یہ ہے کہ گوئاٹی کا اس کیس سے کیا تعلق ہے... اس سوال

کا جواب جہاں تک میرالندازہ ہے... شاہد اقبال کی ڈائری کے وہ اوراق دے سکتے تھے... جو کوکڑے ادا... شاہد اقبال نے ان اوراق میں اس جرم کے بارے میں ضرور پکھ لکھا تھا... اور بگوناٹی کا اس میں واضح ذکر تھا... الہذا قاتل نے اسے غوری طور پر لٹکانے لگائے کاپروگرام بنایا... کہ کہیں بگوناٹی زبان سکھوں ہے... اور وہ اوراق کو کڑے سڑھو رہ جرم کو لا کر دیے ہوں گے... کیونکہ کوکڑہ اس کے لیے کام کر رہا تھا... جرم نے یا تو وہ اوراق شائع کر دیے یا اب بھی اس کے پاس موجود ہیں، کیوں ڈاکٹر خالد نوری صاحب۔

"خیلی... میں ان اوراق کے بارے میں پکھ دیں جاتا... ت بگوناٹی کو جانتا ہوں کہ وہ کون تھا... ت میں احسان کو جانتا ہوں... ان میں سے کسی کو نہیں بتتا... یہ جرم آپ زبردست میرے سرمند ہو رہے ہیں۔"

"یہ کس قدر عجیب بات ہے... کس قدر عجیب۔" اسکے بعد
جواب ہے۔

"کیا مطلب... کون کی عجیب بات؟" ڈاکٹر خالد نوری نے حیران ہو کر پوچھا۔

"گروں کے آپریشن آپ نے کیے.. ان جنس مرضیوں کا ایک گروہ غالب ہے... لیکن آپ اس جرم سے انکار کر رہے ہیں... کیا دنیا کی کوئی عدالت آپ کو بے گناہ خیال کرے گی۔"

"نہیں... میرا خیال ہے... نہیں کر رے گی... میں محمل طور پر

چھس پکا ہوں۔" اس نے ڈوبتی آواز میں کہا۔
"یہی بات ہے... آپ محمل طور پر چھس پچھے جس... تاہم آپ اللہ کا شکردا کریں... بھنا شکر کریں... کم ہے... نہ کریں شکردا۔"
اسکے بعد جسید یوں لے۔
"کیا مطلب... آپ کبھی باقاعدہ کر رہے ہیں۔" ڈاکٹر خالد نوری نے جسم ان ہو کر کہا۔
"میں الحکیم کہہ رہا ہوں... جس قدر بھی آپ شکردا کریں... کم ہو گا... آپ پر اللہ نے خاص مہربانی کی ہے... خاص خایاں کی ہے، ویسے میں بانٹا چاہتا ہوں... آپ ایسا کیا نیک کام کرتے ہیں۔" اسکے بعد جسید گرفتار ہے۔
اس لمحے محمود، قاروچ اور فوران برمی طرح چھٹے گئے... وہ ان کی اس مسکراہت سے بخوبی واقف تھے... ان کی یہ مسکراہت بہت نظر ناک تھی... اور بالکل کا یا پاٹ قسم کی تھی... کیس کی کیا ایک لئے میں پلٹ کر رکھ دیئے کا جب پر گرام ہوتا تو اس سے پہلے ان کے پیچے پر بالکل بھی مسکراہت و کھاتی دیا کرتی تھی... الہذا اس نے انہیوں نے اپنے جسموں میں سختی کی لمبیں دودھیں مخصوص کیے...
آپ کی بات میری بھی میں نہیں آتی... کہاں تو آپ مجھے جرم خال کر رہے تھے... کہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی خاص خایاں ہوئی ہیں... اور یہ کہ میں ایسا کون سا نیک کام کرتا ہوں۔"
"ماں اوقافی... یہی بانٹا چاہتا ہوں۔"

"میں... میں تو ایک عام سماں انسان ہوں... میں رات کو انھوں کر سمجھی تجھ کی نماز پڑھ لیتا ہوں... اور ہاں... میں نے بیک میں اپنا اکاؤنٹ سودی کھاتے میں نہیں بھلوایا... سود سے بچتا ہوں... کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا... نماز روزے کا پابند ہوں اور اس۔"

"یہ کچھ کم نیکیاں نہیں ہیں تو وہ صاحب... آج کے دور میں، سود سے بہت کم لوگ بچتے ہیں... بیک کے سود کو تو وہ منافع کا نام دیتے ہیں... جب کہ تمام علماء کرام کا فتویٰ یہی ہے کہ بیک سے جو لفظ ملتا ہے... وہ غالباً سود ہے... خیر میں اب کسی کی طرف آتا ہوں... ہاں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو کسی بات کا ملزم نہیں... اور نہ گردے آپ نے نکالے ہیں... مجرم سے ایک زبردست قلقلی ہوتی ہے... ورنہ آپ تو واقعی تکملہ طور پر پھنس گئے تھے... اور دنیا کا چالاک ترین وکیل جی ہے اب کوے گناہ ٹابت نہیں کر سکتا تھا... اب بتاتا ہوں... مجرم سے اصل میں قلقلی یہ ہوتی کہ دناری موجودگی میں کو کمزور کو مارنے کے لیے خود آ گیا... یہ اس نے بہت جرات کا کام کیا... اصل میں وہ جاننا تھا کہ مجرم تو آخر کار ڈاکٹر نوری کے سرخبوپا جائے گا... اس کے بارے میں تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے گے... اور کوئی بیوی وادر کر کے فرار ہوتے وقت وہ اپنی ایک بیچرہ ہاں گرا آیا... وہ بیچرہ نہ گرتی ہے بھی وہ حق نہیں سکتا تھا... کوئی بیچرہ بھوسک کو کذا کو قتل کرنے آیا... لیے قد کا تھا... جب کہ ڈاکٹر خالد نوری لیے قد کے نہیں ہیں... بلکہ بیچرے قدر کے ہیں... لہذا ہاں یہ نہیں آئے تھے... اب میں وہ بیچرہ دکھاتا ہوں... جو قائل ہاں گرا آیا تھا... یہ کہہ کر انہوں نے حیر میں

باتھوڑا والا اور ایک رومال نال کر لے رہا ہے... اس رومال کو دیکھ کر ڈاکٹر ارشد
تیموری بڑی طرح اچھلا...
”ہاں! آپ بالکل صحیح اچھے... اس پڑای اسے لی حروف
لکھتے ہیں... اور یہ بہت صحیح رومال ہے... شاید اس لیے آپ نے اس پر
اپنے نام کے حروف لکھوائے ہیں... ویسے کوئی مرتبہ وقت
در اصل آپ کا نام لیا تھا... اس نے ڈاک ارکا کہا تھا... ڈاکٹر نہیں کہا
تھا... ڈاکٹر کا صرف ڈاک اس کے منصب سے لگتا تھا... اور ارشد کا صرف
ار... لہذا وہ آپ تھے... جو کوکڑ کو قتل کرنے آئے تھے... گردہوں کی
خدا کی تھا در اصل آپ کرتے ہیں... آپ پھانسوم بھی جانتے ہیں...
آپ بیل میں در اصل احسان کا علاج کرنے نہیں جاتے... بلکہ اپنے
پھانسوم کا اڑو دیکھتے جاتے ہیں... آپ کو خوف ہے... کہ اس کی دماثی
حالت درست تھا جو جانے اور وہ کسی وقت زبان کھول دے... در اصل
اس نے آپ کو قتل کرتے دیکھ لیا تھا... جب آپ کو ناٹھی کو قتل کرنے کے
تھے تو وہ وہیں آ گیا... لیکن پھر خوف زدہ ہو کر بچت پر چڑھ گیا... آپ
نے اس کا تعاقب کیا... اور اس کے گھر میں پہنچا اسے بے بھوٹ کیا... یعنی
یہ بھوٹ کا بھکش اگایا... پھر اسے لاش کے پاس پہنچا دیے... اس طرح
کہ بیچرہ اس کے پاتھ میں تھا ویا... اس پر ہایا سوال کر گوناٹھی کو قتل کرنے کی
کیا ضرورت تھی... یہیں ڈاکٹر کے اوراق نہیں تھے... درست بات آئی
کی طرح صاف ہو جاتی... بہر حال خیال میکا ہے کہ شاہزادیاں کو آپ کی
حرکتوں کا پیا چل گیا تھا... اس نے یہ بات کو ناٹھی کو جاتی... وہ سوچ رہے

تھے کہ آپ کے خلاف کیا قدم اٹھائیں... گیوں کہ فیس ڈر تھا کہ کہیں کوئی پولیس آفیسر آپ کے ساتھ نہ ملا ہوا ہو... اور اتنا وہ شمارے جائیں... اور ہر آپ کو شاہد اقبال پر شک ہو چکا تھا... غالباً شاہد اقبال نے آپ کے ہسپتال میں گروہوں کے ان تینوں مریضوں کو دیکھ لیا تھا جو ابھی کچھ دن پہلے ڈاکٹر خالد نوری سے آپ پر بیش کراچے تھے... آپ کرتے یہ تھے کہ جن کے گروہوں کا علاج ڈاکٹر نوری کرتے تھے... آپ انہیں کو کڑا جیسے لوگوں سے انہوں کرا لیتے تھے... اور آپ بیش کر کے ایک گروہ ان کا ٹکال لیتے تھے... پھر ان پر چنان ذمہ کرو دیتے تھے تاکہ وہ اس دوسرے آپ پر بیش کی بات بھول جائیں... یہ بے کل کیاں... اگر آپ اپنی مقامی میں کچھ کہتا پا جیں تو مدالت آپ کو خوب موقع دے گی... لیکن میر اخیال ہے... آپ کو اپنی مقامی میں کہنے کی وجہے... اپنے گناہ قبول کر لینے پا جائے... کیا خیال ہے آپ کا۔"

الپکڑ بیشید بیان تک کہ کر خاموش ہو گئے... جب کہ مجرم کا سر بھلتا چلا بیار ہا تھا... ایسے میں محمود کی آواز ابھری
"اقسوں! صد افسوس! دوست کے لا چھ نے انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا... کوئی بھوکا شخص بیچ شخص کوئی جرم کرے تو بات سمجھ میں آتی ہے... لیکن ابھی بھلے حالت پیتے لوگ جرم کریں تو اسے کیا کہا جائے کا بھلا؟"

"ھل سے بیدل۔" فاروق نے فوراً کہا۔

دلیں گے، حضرت نے کہا گا روز گیان تک جائے گا، کہا عازی آپا دن تک، فرمایا
عازی آپا سے آگے کیا ہوگا، کہا کیا کہ یہ گارہ دوسرے گارہ سے کہہ دے
کا، حضرت نے فرمایا، پھر آگے کیا ہوگا؟ کہا بس وہ کافور تک لے جائے گا اور
دہان آپہ کا ستر قسم ہے جائے گا فرمایا بس دہان ستر قسم نہ ہوگا، آگے ایک اور سفر
آجست کا ہے دہان کا کیا اندازام ہوگا؟

بیارش کرم

ابو بکر فوارقی نے امام احمد بن حنبل و حنفی طیبی کے بھائی کے موالے سے
لشکر کیا ہے کہ افسوس نے امام احمد کی وفات کے بعد اُنہیں خواب میں دیکھ کر
انہم کے مغلقات سوالات کے قریب امام احمد نے جواب دیا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے
روزہ و طلب کر کے ارشاد فرمایا۔ اے احمد! تم نے دنیا و الوں کے جو علم لا جس
تابت قدمی اور پاماروی کے ساتھ مغلقات کیا ہے ساتھ رہیں گے۔ پنا جیج اسی وقت سے
قیامت ہے۔ اپنا کلام تو دیتا رہیں گے۔ پنا جیج اسی وقت سے
ہمارا اس شرف سے لطف اٹھوڑا ہوں۔" (ابن حساکر)

فرض منصوبی

ایک دفعہ جب حیثیم الامت حضرت عطا علی خوار ہوئے اور کمزوری
کے سب حضرت کا ایک خادم آپ کو سائیں، رشتہ طرزی کا اسی میں سماں کرنا چاہا
اداویہ کی طرف لا رہا تھا، تو راستے میں ایک جعلی سرک صاف کر رہا تھا، اگر
بہت از رعنی تھی۔ خادم نے جعلی سے کہا کہ اور انہمہ جائے؟ حضرت لکر رجا گیا،
تو حضرت نے خادم کی یہ بات سن لی۔ فرمایا
"وو شخص اپنا فرض منصوبی ادا کر رہا ہے، اس کو فرض منصوبی ادا کرنے

سے روکتے ہو، مجھے فرخون بنا نہ چاہتے ہو۔ متنہ رکو۔" (معنویات اشرفی)

تمیک ہزار اشرفیوں کا حساب

حضرت امام رہیم محدث لوزرے جس ان کے والد حضرت فرون
"ہذا میں کے دور میں فرمی ملائی گئی۔ اور جنکوں میں شریک ہوتے تھے ایک مر
ہبہ فرودخ، جہاد یہ جانے کے بجائے ہوئے اپنی بیوی کا تین ہزار اشرفیوں
سے گے، ان کو جہاد میں متأمک، س لگ کے، تکریں لا کا پیدا ہوا جس کا
مریضہ رکھا گیا بس کوہ الدہ نے اپنی تربیت اور تعلیم میں کر محدث بنا دیا
ہے ہے مدد شیخ ان کے شاگرد ہے، جن میں "سن بصری" اور "امام امالہ"
آن قاب کی طرح رہا ہیں۔ جب "الد" حضرت فرودخ دہانیں آئے اور یہ
سے کہا کہ تم ہزار اشرفیوں کا کی کیا تو یہی نے کہا کہ اس میں پر فریق کی ہیں
بہت خوش ہوئے اور لئے گئے کہ تم نے اشرفیوں کا انکل شائع فرمیں کیا۔

اس واقع سے بھی خواتین کو یہ سبق ملائے کہ بھیوی کو چاہیے کہ شریک
کے والوں میں جلد فریق کرے اور سب سے اپنی بھروسہ کر لے کی یہ ہے اور دیں
کے لئے فریق کرے اسی طرح ایک یہ بھی سبق ملتا ہے کہ اولاد کو علم، این کی طرف
لگایا جاتا ہے اور اس کی اپنی تربیت کی جائے، کیونکہ ماں کی کوہ انسان کے لیے
سب سے پہلا درس ہے۔

آگے کیا ہوگا؟

حضرت اللہ علیم الامت مولا نا اشرف علی حق تولی ایک مرتبہ سہار
نیوڈ سے کاپور تکریف لے جا رہے تھے، پنج گئے ساتھ تھے جن کو محصول ادا کرنے
کی غرض سے انجمن پر توانا تھا لیکن اسی نے نہ توڑا، بلکہ از رہا عقیدت وہی سے
کہ غیر مسلم ملائیں نے بھی کہہ دیا کہ آپ یوں ہی لے جائیے، ہم گارہ سے کہہ

ایک جب سوکھ

امام ابوالجعفؑ کی محفل میں ایک شخص آتا تھا۔ وہ بھی صرف سنت تھا خود بھی نہیں بوتا تھا۔ ایک پار امام ابوالجعفؑ لے کرنا تم بیٹھ پڑ پڑتے ہو۔ بھی بولا کرو۔ وہ کچھ بھلک کے بولا۔ بہت بہتر؟ ایک سلسلہ پوچھتا ہوں تاپے کر روزے دار کو اظفارِ کس وقت کرتا چاہئے؟ امام ابوالجعفؑ نے جواب دیا۔ جب سورج غروب ہو جائے۔ اس نے پھر دریافت کیا۔ الرسون آدمی رات تک نہ ڈوبے تو؟ امام ابوالجعفؑ سکرائے اور بولے۔
 ”تمہارا چپ رہتا ہی بہتر ہے۔“

(سرسط اور سلطان حیدر بخاری)

براۓ شہرت

مولانا عبد الرحمن جامیؒ کے پاس ایک شاعر آیا اس نے غزل کے اشعار سنائے اور کہا میرا اول بیا ہتا ہے کہ ان اشعار کو شہر کے دروازے پر لکھوں تاکہ اس سے میری شہرت ہو، مولانا نے فرمایا۔

”لوگوں کو ایتنے کہاں علم ہو گا کہ یہ آپ کے شعر ہیں۔“

ہاں؟ اشعار کے ساتھ آپ کو بھی لکھا دی جائے تو خوب شہرت ہو جائے گی۔“

(شخصیات الفخالتان ص ۳۰۰)